اللہ رے یہ وُسعتِ آثارِ مدینہ
عالَم میں ہیں پھیلے ہُوئے انوارِ مدینہ
جامعہ مدنیہ جدید کا ترجمان
علمی دینی اور اِصلاحی مجلّہ
انوارِ مدینہ
لاہور
بیاد
عالِمِ ربّانی مُحدّثِ کبیر حضرة مولانا سیّد حامد میاں رحمہ اللہ
بانی جامعہ مدنیہ جدید
جون ۲۰۱۷ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ماہنامہ انوارِ مدینہ

جلد : ۲۵	رمضان المبارک ۱۴۳۸ھ / جون ۲۰۱۷ء	شمارہ : ٦

سیّد محمود میاں	سیّد مسعود میاں
مُدیر اعلیٰ	نائب مُدیر

بدلِ اشتراک

پاکستان فی پرچہ 25 روپے ...... سالانہ 300 روپے

سعودی عرب، متحدہ عرب امارات ..... سالانہ 50 ریال

بھارت، بنگلہ دیش .... سالانہ 13 امریکی ڈالر

برطانیہ، اَفریقہ .... سالانہ 13 ڈالر

اَمریکہ .... سالانہ 16 ڈالر

جامعہ مدنیہ جدید کی ویب سائٹ اور اِی میل ایڈریس

www.jamiamadniajadeed.org

E-mail: jmj786_56@hotmail.com

ترسیلِ زر و رابطہ کے لیے

''جامعہ مدنیہ جدید'' محمد آباد 19 کلومیٹر رائیونڈ روڈ لاہور

اکاؤنٹ نمبر انوارِ مدینہ

0954-020-100-7914-2

مسلم کمرشل بنک کریم پارک برانچ راوی روڈ لاہور (آن لائن)

رابطہ نمبر : 0333-4249302

جامعہ مدنیہ جدید : 042 - 35330311

خانقاہِ حامدیہ : 042 - 35330310

موبائل : 0333 - 4249301

مولانا سیّد رشید میاں صاحب طابع و ناشر نے شرکت پرنٹنگ پریس لاہور سے چھپوا کر

دفتر ماہنامہ ''اَنوارِ مدینہ'' نزد جامعہ مدنیہ کریم پارک راوی روڈ لاہور سے شائع کیا

اس شمارے میں

حرفِ آغاز		۴
درسِ حدیث	حضرت اقدس مولانا سیّد حامد میاں صاحبؒ	۶
حیاتِ مسلم	حضرت اقدس مولانا سیّد محمد میاں صاحبؒ	۹
اسلام اور فریضۂ تبلیغ	حضرت اقدس مولانا سیّد حسین احمد مدنیؒ	۱۶
تبلیغِ دین	حجۃ الاسلام حضرت اِمام غزالیؒ	۳۳
مسائلِ زکوٰۃ	حضرت اقدس مولانا سیّد حامد میاں صاحبؒ	۳۶
وضو کے فضائل اور اُس کی برکات	حضرت مولانا محمد منظور صاحب نعمانیؒ	۴۴
فضیلت کی راتیں	حضرت مولانا نعیم الدین صاحب	۵۲

ماہنامہ انوار مدینہ لاہور میں اِشتہار دے کر آپ اپنے کاروبار کی تشہیر

اور دینی اِدارہ کا تعاون ایک ساتھ کر سکتے ہیں !

نرخ نامہ

بیرون ٹائٹل مکمل صفحہ	2000		اندرون رسالہ مکمل صفحہ	1000
اندرون ٹائٹل مکمل صفحہ	1500		اندرون رسالہ نصف صفحہ	500

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حرفِ آغاز

سیّد محمود میاں

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ اَمَّا بَعْدُ !

گزشتہ ماہ ۱۲ رمئی کو بلوچستان کے ضلع مستونگ میں ایک بار پھر اندھا خونی کھیل کھیلا گیا، جب جمعیۃ علماء اسلام کے ناظمِ اعلیٰ اور سینٹ کے ڈپٹی چیرمین حضرت مولانا عبدالغفور صاحب حیدری مدظلہم دستار بندی کی تقریب سے اپنی گاڑی میں واپس روانہ ہو رہے تھے تو اچانک بارود بردار نے خودکش دھماکہ کر دیا جس کے نتیجہ میں پچیس افراد موقع پر شہید ہو گئے جبکہ چالیس کے قریب افراد زخمی ہوئے مولانا کی گاڑی سمیت متعدد گاڑیاں مکمل تباہ ہو گئیں مولانا کے ہمراہ گاڑی میں تمام رفقاء مع ڈرائیور اُسی وقت شہید ہو گئے مگر اس سب کچھ کے باوجود اس حملہ کا اصل ہدف حضرت مولانا عبدالغفور صاحب حیدری کو اللہ تعالیٰ نے معجزانہ طور پر بال بال بچا لیا مولانا کو کچھ زخم آئے ان کو فوری طور پر کوئٹہ چھاؤنی کے سی ایم ایچ لایا گیا چند روز وہاں زیرِ علاج رہ کر اب وہ پمز اسلام آباد میں زیرِ علاج بھی ہیں اور بحمد اللہ رُو بہ صحت بھی، راقم الحروف نے ۲۲ رمئی کو پمز میں مولانا کی طبع پُرسی کے لیے حاضری دی صحت و سلامتی کی مبارک باد کے ساتھ ساتھ کثیر شہادتوں پر تعزیت بھی پیش کی۔

مگر دوسری طرف حکومتی اداروں کی سرد مہری بلکہ نا اہلی کا یہ حال ہے کہ تا حال قاتلوں کا پتہ نہیں چلایا جا سکا، بس ''داعش'' پر ذمہ داری ڈال کر طویل سکوت پر قناعت کو کافی سمجھ لیا گیا اپنی طرف سے شہداء اور زخمیوں کے لیے کسی امدادی پیکج کا بھی تا حال کوئی اعلان نہیں کیا گیا جبکہ یہ بات طے شدہ ہے کہ اگر ریاست قاتل کا پتہ چلانے میں ناکام ہوتی ہے تو وہ خود تمام نقصان کی ذمہ دار قرار پاتی ہے اور

اس پر لازم ہوجاتا ہے کہ وہ قوم کے شہداء، مجروحین اور دیگر متاثرین کے نقصان کا زرِ تلافی دیت اور فدیہ کی شکل میں بلا تاخیر ادا کرے۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اہلِ حق کی اس جماعت اور اس کے جملہ قائدین کی ہمیشہ حفاظت فرمائے اور ہر قدم پر اپنی مدد و نصرت ان کے شاملِ حال رکھے تمام شہداء کی مغفرت فرما کر آخرت میں بلند درجات عطا فرمائے اور ان کے پسماندگان کو صبرِ جمیل کی توفیق عطا فرمائے جملہ مجروحین کو بھی شفاءِ کاملہ عاجلہ عطا فرمائے، اہلِ باطل کو اللہ تعالیٰ اُن کے مذموم مقاصد میں ناکام و نامراد فرمائے، آمین۔

جامعہ مدنیہ جدید کے فوری توجہ طلب ترجیحی اُمور

(۱) مسجد حامد کی تکمیل

(۲) طلباء کے لیے دار الاقامہ (ہوسٹل) اور دَرسگاہیں

(۳) کتب خانہ اور کتابیں

(۴) پانی کی ٹنکی

ثواب جاریہ کے لیے سبقت لینے والوں کے لیے زیادہ اجر ہے۔ (اِدارہ)

مولای صل وسلم دائما ابدا — درسِ حدیث — علی حبیبک خیر الخلق کلهم

حضرت اقدس پیرو مرشد مولانا سیّد حامد میاں صاحبؒ کے مجلسِ ذکر کے بعد درسِ حدیث کا سلسلہ وار بیان ''خانقاہِ حامدیہ چشتیہ'' رائیونڈ روڈ لاہور کے زیرِ انتظام ماہنامہ ''انوارِ مدینہ'' کے ذریعہ ہر ماہ حضرت اقدسؒ کے مریدین اور عام مسلمانوں تک باقاعدہ پہنچایا جاتا ہے اللہ تعالیٰ حضرتِ اقدسؒ کے اِس فیض کو تاقیامت جاری و مقبول فرمائے، آمین۔

سلام کا طریقہ اور فضیلت

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ اَمَّابَعْدُ !

جنابِ آقائے نامدار ﷺ نے ''سلام'' کا طریقہ تعلیم فرماتے ہوئے اِرشاد فرمایا :

یُسَلِّمُ الرَّاکِبُ عَلَی الْمَاشِیْ سوار پیدل جانے والے کو سلام کرے۔

وَالْمَاشِیْ عَلَی الْقَاعِدِ اور پیدل چلنے والا بیٹھے ہوئے شخص کو سلام کرے۔

وَالْقَلِیْلُ عَلَی الْکَثِیْرِ [1] اور کم تعداد والے لوگ زیادہ تعداد والوں کو سلام کریں۔

ایک اور روایت میں ہے کہ آپ نے فرمایا :

یُسَلِّمُ الصَّغِیْرُ عَلَی الْکَبِیْرِ چھوٹا بڑے کو سلام کرے۔

وَالْمَارُّ عَلَی الْقَاعِدِ اور چلنے والا شخص بیٹھے ہوئے شخص کو سلام کرے۔

وَالْقَلِیْلُ عَلَی الْکَثِیْرِ [2] اور قلیل تعداد والے کثیر تعداد والوں کو سلام کریں۔

آنحضرت ﷺ نے بار بار بکثرت سلام کرنے کی تاکید فرمائی ہے ایک مقام پر اِرشاد ہے

اِذَا لَقِیَ اَحَدُکُمْ اَخَاہُ فَلْیُسَلِّمْ عَلَیْہِ فَاِنْ حَالَتْ بَیْنَھُمَا شَجَرَۃٌ اَوْجِدَارٌ اَوْحَجَرٌ ثُمَّ لَقِیَہٗ فَلْیُسَلِّمْ عَلَیْہِ [3]

---

[1] مشکوۃ شریف کتاب الاداب رقم الحدیث ۴۶۳۲ [2] مشکوۃ شریف کتاب الاداب رقم الحدیث ۴۶۳۳

[3] مشکوۃ شریف کتاب الاداب رقم الحدیث ۴۶۵۰

یعنی جب تم میں کوئی (بھی) اپنے (مسلمان) بھائی سے ملے تو اُسے سلام کرنا چاہیے اگر اِن دونوں کے درمیان درخت دیوار یا پتھر آجائے پھر ایک دُوسرے سے ملے تو اُسے (پھر دوبارہ دوسرے بھائی کو) سلام کرنا چاہیے۔

''سلام'' ایک طرح کی دُعا ہے ایک مسلمان کی دُوسرے مسلمان کے حق میں، دُعا کرنے سے حق تعالیٰ خوش ہوتے ہیں، بکثرت سلام کرنے والا اللہ کا مقبول بن جاتا ہے دُنیا و عقبیٰ میں اُس پر اللہ کی رحمتیں نازل ہوتی ہیں سلام سے محبت بڑھتی ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا :

لَا تَدْخُلُوْنَ الْجَنَّۃَ حَتّٰی تُؤْمِنُوْا تم جنت میں داخل نہیں ہوگے جب تک تمہارا اِیمان کامل نہیں ہوگا۔

وَلَا تُؤْمِنُوْا حتّٰی تَحَابُّوْا اور تمہارا اِیمان اُس وقت تک کامل نہیں ہوگا جب تک تم ایک دُوسرے سے محبت نہ رکھو گے۔

اَوَلَا اَدُلُّکُمْ عَلٰی شَیْءٍ اِذَا فَعَلْتُمُوْہُ تَحَابَبْتُمْ کیا میں تمہیں ایسی بات نہ بتلا دُوں کہ جس کو کرنے سے تم میں محبت پیدا ہو۔

اَفْشُوا السَّلَامَ بَیْنَکُمْ [1] آپس میں سلام بکثرت کیا کرو۔

اِس سے تمہارے تعلقات بڑھیں گے اور ایک دُوسرے سے محبت پیدا ہوگی جس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ تمہارا اِیمان کامل ہوجائے گا اور تم خدا کی خاص رحمت کے مستحق ہوجاؤ گے۔

خود آنحضرت ﷺ کثرت سے سلام فرماتے اور عام طور پر سلام میں پہل فرماتے کیونکہ سلام کرنا بہت بڑی نیکی ہے اور نیکی میں سبقت کرنا افضلیت کی بات ہے۔

آنحضرت ﷺ نے سلام کا جو طریقہ اُمت کو تعلیم فرمایا ہے خود بھی اُسی طریقہ پر سلام کرتے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ جب سرورِ کائنات علیہ الصلوٰۃ والتسلیم بچوں کے مجمع

---

[1] مشکوۃ شریف کتاب الاداب رقم الحدیث ۴۶۳۱

کے پاس سے گزر رہے تھے تو آپ نے اُنہیں سلام کیا۔ حضرت اُسامہ رضی اللہ عنہ آنحضرت ﷺ کے آزاد کردہ غلام تھے، آپ کو اولاد کی طرح محبوب تھے، حضرت اُسامہ رضی اللہ عنہ بہت ذی اِستعداد اور بڑی صلاحیتوں والے تھے اِس لیے چھوٹی عمر میں آپ کو آقائے نامدار ﷺ نے مسلمانوں کے ایک لشکر کا سردار بنایا، آپ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ رسولِ اکرم ﷺ ایک مجلس سے گزرے اُس مجلس میں مسلمان بھی تھے یہودی اور مشرک بھی، تو آپ نے اُس مجلس کو سلام کیا، اِس سے یہ معلوم ہوا کہ جیسے اُمت کو تعلیم دی ہے کہ چلنے والا نہ چلنے والے کو اور تھوڑی تعداد والے بڑی تعداد والوں کو سلام کریں، خود بھی ایسا ہی کرتے تھے۔ اِس روایت سے یہ بات بھی معلوم ہوئی کہ اگر اِس طرح کچھ لوگ ملے جلے بیٹھے ہوں تو اِعتبار مسلمانوں کا ہوگا اِس لیے (ان کی نیت کر کے) سلام کرنا ہوگا۔

ایک روایت میں ہے کہ ایک شخص آقائے نامدار ﷺ کی مجلس میں حاضر ہوا اور کہا اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ آپ نے سلام کا جواب دیا اور فرمایا اِس کے لیے دس نیکیاں ہیں۔

اس کے بعد ایک اور شخص حاضر ہوا اور کہا اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰہُ

آپ نے سلام کے جواب کے بعد فرمایا اِس کے لیے بیس نیکیاں ہیں۔

بعد میں ایک اور حاضر ہوا اور کہا اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ

آپ نے اُسے بھی سلام کا جواب دیا اور فرمایا اِس کے لیے تیس نیکیاں ہیں۔ [1]

گویا دُعائیہ کلمات جتنے بڑھ گئے نیکیاں اُسی قدر زیادہ ہوگئیں۔

اللہ تعالیٰ آقائے نامدار ﷺ کے ہر حکم پر عمل کرنے کی توفیق بخشے، آمین۔

(بحوالہ ہفت روزہ خدام الدین لاہور ۲۱ر فروری ۱۹۶۹ء)

---

[1] مشکوۃ شریف کتاب الاداب رقم الحدیث ۴۶۴۴

علمی مضامین سلسلہ نمبر۱۴ قسط : ۶

''خانقاہِ حامدیہ'' نزد جامعہ مدنیہ جدید رائیونڈ روڈ لاہور کی جانب سے محدث، فقیہ، مؤرخ، مجاہد فی سبیل اللہ، مؤلف کتب کثیرہ شیخ الحدیث حضرت اَقدس مولانا سیّد محمد میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے بعض اہم مضامین جو تا حال طبع نہیں ہو سکے اُنہیں سلسلہ وار شائع کرنے کا اہتمام کیا گیا ہے جبکہ اُن کی نوع بنوع خصوصیات اِس بات کی متقاضی ہیں کہ اِفادۂ عام کی خاطر اُن کو شائع کر دیا جائے۔ اِسی سلسلہ میں بعض وہ مضامین بھی شائع کیے جائیں گے جو بعض جرائد واَخبارات میں مختلف مواقع پر شائع ہو چکے ہیں تاکہ ایک ہی لڑی میں تمام مضامین مرتب و یکجا محفوظ ہو جائیں۔ (اِدارہ)

حیاتِ مسلم

پیدائش سے وفات تک سنن مستحبات، بدعات و مکروہات

﴿ شیخ الحدیث حضرت مولانا سیّد محمد میاں صاحبؒ ﴾

نذر اور منت :

آپ نے زبان سے کہا کہ اے اللہ اگر فلاں بیمار اچھا ہو جائے یا فلاں کام ہو جائے تو میں تیرے نام کا بکرا ذبح کروں گا یا فلاں کارِ خیر میں اتنی رقم خرچ کروں گا۔ تو حقیقت یہ ہے کہ یہ خرچ کرنا یا یہ ذبح کرنا حکمِ خدا کو نہیں بدل سکتا آنحضرت ﷺ کا ارشاد ہے کہ نذر اور منت کے بعد بھی وہی ہوتا ہے جو مقدر ہوتا ہے البتہ نذر اِس کی علامت ہے کہ اِس کا دل پسیجا یہاں تک کہ وہ اس خرچ کے لیے آمادہ ہو گیا جس کا پہلے ارادہ نہیں تھا جس کے خرچ کرنے میں بخل کر رہا تھا۔[۱]

دل کا نرم پڑنا، پسیجنا، گڑگڑانا یہ ہے اصل جوہر، اللہ تعالیٰ کے یہاں اِسی کی قدر ہے حتی کہ واجب قربانی جو آپ بقر عید کے موقع پر کرتے ہیں اُس کے متعلق بھی اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے :

---

[۱] بخاری شریف کتاب الایمان و النذور رقم الحدیث : ۶۶۹۴

﴿ لَنْ یَّنَالَ اللّٰہَ لُحُوْمُھَا وَلَا دِمَاؤُھَا وَلٰکِنْ یَّنَالُہُ التَّقْوٰی مِنْکُمْ ﴾ (سُورۃ الحج : ۳۷)

''اللہ تعالیٰ کے پاس نہ اِن (قربانیوں) کا گوشت پہنچتا ہے نہ اِن کا خون البتہ اللہ کے پاس تمہارا تقوی پہنچتا ہے۔''

مختصر یہ کہ دل سے گڑ گڑانا اور جیب سے خرچ کرنا، یہ ہے اصل نذر اور منت جو خدا کے فضل وکرم سے اپنی تاثیر ظاہر کرتی ہے اور مانگنے والے کی مراد پوری ہوتی ہے جبکہ نذر میں ذبح یا خرچ کرنے کے ساتھ دل کا متاثر ہونا اور گڑ گڑانا بھی ضروری ہے تو یاد رکھو یہ خرچ یہ ذبح اللہ ہی کے نام پر ہونا چاہیے اور یہ رونا اور گڑ گڑانا خدا کی بارگاہ میں ہونا چاہیے کسی دوسرے کے نام پر خرچ کرنا یا ذبح کرنا یا کسی اور کے سامنے گڑ گڑانا اور اُس سے دعائیں مانگنا نذر اور منت کی رُوح اور جوہر کے خلاف، شرک اور غیر اللہ کی پرستش ہے لہٰذا اِس طرح منت ماننا گناہ ہے اور عذاب کا کام ہے۔ (معاذ اللہ)

حضراتِ فقہاء کرام کی تصریحات ملاحظہ فرمائیے البحر الرائق میں ہے :

اَمَّا النَّذْرُ الَّذِیْ یُنْذِرُہٗ اَکْثَرُ الْعَوَامِّ عَلٰی مَا ھُوَ مُشَاھَدٌ کَاَنْ یَّکُوْنَ لِاِنْسَانٍ غَائِبٌ اَوْ مَرِیْضٌ اَوْلَہٗ حَاجَۃٌ ضَرُوْرِیَّۃٌ فَیَأْتِیْ بَعْضَ مَزَارَاتِ الصُّلَحَاءِ فَیَجْعَلُ سِتْرَہٗ عَلٰی رَأْسِہٖ فَیَقُوْلُ یَاسَیِّدِیْ فُلَانٌ اِنْ رُدَّ غَائِبِیْ اَوْ عُوْفِیَ مَرِیْضِیْ اَوْ قُضِیَتْ حَاجَتِیْ فَلَکَ مِنَ الذَّھَبِ کَذَا اَوْ مِنَ الْفِضَّۃِ کَذَا اَوْ مِنَ الطَّعَامِ کَذَا اَوْ مِنَ الْمَاءِ کَذَا اَوْ مِنَ الشَّمْعِ کَذَا اَوْ مِنَ الزَّیْتِ[1] کَذَا فَھٰذَا النَّذْرُ بَاطِلٌ بِالْاِجْمَاعِ ، لِوُجُوْہٍ : مِنْھَا اَنَّہٗ نَذْرُ مَخْلُوْقٍ وَالنَّذْرُ لِلْمَخْلُوْقِ لَا یَجُوْزُ لِاَنَّہٗ عِبَادَۃٌ وَالْعِبَادَۃُ لَا تَکُوْنُ لِلْمَخْلُوْقِ وَمِنْھَا اَنَّ الْمَنْذُوْرَ لَہٗ مَیِّتٌ وَالْمَیِّتُ لَا یَمْلِکُ وَمِنْھَا اِنْ ظَنَّ اَنَّ الْمَیِّتَ یَتَصَرَّفُ فِی الْاُمُوْرِ دُوْنَ اللّٰہِ تَعَالٰی وَاِعْتِقَادُہٗ ذٰلِکَ کُفْرٌ الخ . (البحر الرائق ج۲ ص ۳۱۷)

''وہ جو اکثر عوام منت مانتے ہیں جس کا مشاہدہ کیا جاتا ہے کہ کسی شخص کا کوئی آدمی غائب ہو گیا ہو یا کوئی عزیز بیمار ہو یا اور کوئی ضروری حاجت ہو تو وہ صلحاء (اولیاء اللہ) کے مزارات پر آتے ہیں اور اُس کے پردہ کو اپنے سر پر رکھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ

---

[1] پہلے زمانہ میں بجلی ایجاد نہیں ہوئی تھی اس لیے شمع چراغ اور ڈالنے کے لیے تیل دیا کرتے تھے۔

اے فلاں حضرت اگر میرا عزیز جو غائب ہے وہ واپس آ گیا یا میرا عزیز جو بیمار ہے اچھا ہو گیا یا میری یہ ضرورت پوری ہو گئی تو میں آپ کے لیے (آپ کے نام کا) اتنا سونا پیش کروں گا یا اتنا کھانا کھلاؤں گا یا اتنا پانی پلاؤں گا (سبیل لگاؤں گا) یا اتنی موم بتیاں دُوں گا یا اتنا تیل دُوں گا پس یہ منت باطل ہے غلط اور ناجائز ہے علماء کا اِس پر اتفاق ہے ایسے منتوں کے باطل ہونے کی بہت سی وجوہات ہیں :

ایک یہ کہ وہ نذر اور منت ہے مخلوق کے لیے اور مخلوق کے لیے منت ماننا جائز نہیں کیونکہ نذر اور منت عبادت ہے اور عبادت مخلوق کے لیے نہیں ہوتی۔

ایک وجہ یہ ہے کہ جس کے لیے منت مانی جا رہی ہے (کہ آپ کو اتنا سونا دُوں گا) وہ میت ہے میت مالک نہیں ہوتا اُس کو دینے کے کوئی معنی نہیں۔

ایک یہ کہ یہ تصور کرنا کہ میت (اور جس کے نام کی منت مانی جا رہی ہے وہ) ہونے والے اُمور میں اللہ سے الگ رہ کر تصرف کرتا ہے، اور اِس کا اعتقاد رکھنا کفر ہے۔ معاذ اللہ !

نذر کا صحیح طریقہ :

قَالَ یَا اَللّٰہُ اِنِّیْ نَذَرْتُ لَکَ اِنْ شَفَیْتَ مَرِیْضِیْ اَوْ رَدَدْتَّ غَائِبِیْ اَوْ قَضَیْتَ حَاجَتِیْ اَنْ اُطْعِمَ الْفُقَرَاءَ الَّذِیْنَ بِبَابِ السَّیِّدَةِ نَفِیْسَةَ اَوِ الْفُقَرَاءِ الَّذِیْنَ بِبَابِ الْاِمَامِ الشَّافِعِیْ اَوِالْاِمَامِ اَبِی اللَّیْثِ اَوِاَشْتَرٰی حَصِیْرًا لِمَسَاجِدِھِمْ اَوْ زَیْتًا لِوَقُوْدِھَا اَوْ دَرَاھِمَ لِمَنْ یَّقُوْمُ بِشَعَائِرِھَا اِلٰی غَیْرِ ذٰلِکَ مِمَّا یَکُوْنُ فِیْہِ نَفْعٌ لِلْفُقَرَاءِ وَالنَّذْرُ لِلّٰہِ عَزَّ وَجَلَّ وَذِکْرُ الشَّیْخِ اِنَّمَا ھُوَ مَحَلٌّ لِصَرْفِ النَّذْرِ لِمُسْتَحِقِّیْہِ الْقَاطِنِیْنَ بِرِبَاطِہٖ اَوْمَسْجِدِہٖ اَوْ جَامِعِہٖ فَیَجُوْزُ بِھٰذَا الْاِعْتِبَارِ اِذْ مَصْرَفُ النَّذْرِ الْفُقَرَاءُ وَقَدْ وُجِدَ الْمَصْرَفُ وَلَا یَجُوْزُ اَنْ یُصْرَفَ ذٰلِکَ لِغَنِیٍّ غَیْرِ مُحْتَاجٍ وَلَا لِشَرِیْفٍ مَنْصَبٍ لِاَنَّہٗ لَا یَحِلُّ لَہٗ الْاَخْذُ مَالَمْ یَکُنْ مُحْتَاجًا اَوْ فَقِیْرًا وَلَا لِذِی النَّسَبِ لِاَجْلِ نَسَبِہٖ مَالَمْ یَکُنْ فَقِیْرًا وَلَا لِذِیْ عِلْمٍ لِاَجْلِ عِلْمِہٖ مَا لَمْ یَکُنْ فَقِیْرًا وَلَمْ یَثْبُتْ فِی الشَّرْعِ جَوَازُ الصَّرْفِ

لِلْاَغْنِیَاءِ لِلْاِجْمَاعِ عَلٰی حُرْمَةِ النَّذْرِ لِلْمَخْلُوْقِ وَلَا یَنْعَقِدُ وَلَا تَشْتَغِلُ الذِّمَّةُ بِهٖ وَلِاَنَّهٗ حَرَامٌ بَلْ سُحْتٌ وَلَا یَجُوْزُ لِخَادِمِ الشَّیْخِ اَخْذُهٗ وَلَا اَکْلُهٗ وَلَا التَّصَرُّفُ فِیْهِ بِوُجْهٍ مِّنَ الْوُجُوْهِ اِلَّا اَنْ یَّکُوْنَ فَقِیْرًا وَلَهٗ عِیَالٌ فُقَرَاءُ عَاجِزُوْنَ عَنِ الْکَسْبِ وَهُمْ مُضْطَرُّوْنَ فَیَأْخُذُوْنَهٗ عَلٰی سَبِیْلِ الصَّدَقَةِ الْمُبْتَدَأَةِ فَاَخْذُهٗ اَیْضًا مَکْرُوْهٌ مَالَمْ یَقْصِدْ بِهِ النَّاذِرُ التَّقَرُّبَ اِلَی اللّٰهِ تَعَالٰی وَصَرْفَهٗ اِلَی الْفُقَرَاءِ وَیَقْطَعُ النَّظْرَ عَنْ نَذْرِ الشَّیْخِ فَاِذَا عَلِمْتَ هٰذَا فَمَا یُؤْخَذُ مِنَ الدَّرَاهِمِ وَالشَّمْعِ وَالزَّیْتِ وَغَیْرِهَا وَیُنْقَلُ اِلٰی ضَرَائِحِ الْاَوْلِیَاءِ تَقَرُّبًا اِلَیْهِمْ فَحَرَامٌ بِاِجْمَاعِ الْمُسْلِمِیْنَ مَالَمْ یَقْصِدُوْا بِصَرْفِهَا لِلْفُقَرَاءِ الْاَحْیَاءِ قَوْلًا وَاحِدًا .(البحر الرائق ج۲ ص ۳۱۷)

''البتہ اگر یہ کہا ہے اے میرے اللہ تیرے لیے منت کرتا ہوں (نذر کرتا ہوں) کہ اگر تو نے میرے بیمار کو شفا دے دی یا جو میرا عزیز غائب ہے اُسے واپس پہنچا دیا یا میری ضرورت پوری کر دی تو میں اُن فقیروں کو جو (مثلاً) سیّدہ نفیسہ کی ڈیوڑھی پر رہتے ہیں یا اُن فقراء کو کھانا کھلاؤں گا جو امام شافعی رحمہا اللہ یا اِمام ابولیث رحمہ اللہ کی ڈیوڑھی پر رہتے ہیں یا اُن کی مسجدوں کے لیے چٹائیاں خریدوں گا یا اُن مسجدوں کے چراغوں کے لیے تیل دُوں گا یا جو اِن درگاہوں میں خدمات انجام دیتے ہیں (خدام یا منتظمین) کو اتنے درہم دُوں گا (وغیرہ وغیرہ) یعنی منت اس طرح ماننا ہے جس کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ نفع اور فائدہ فقراء کو پہنچے اور نذر اللہ کے لیے ہو اور اُس شیخ یا ولی اللہ کا ذکر اِس منت یا نذر کی چیز کے خرچ کرنے کے مصرف کے طور پر ہو کہ جو ضرورت مند مستحق امداد اس شیخ کی درگاہ یا اُس کی مسجد میں یا اُس کے مدرسے میں رہتے ہیں تو اِس نیت کے ساتھ نذر جائز ہوگی اس لیے کہ نذر کا مصرف فقیر اور ضرورت مند ہوا کرتے ہیں وہ یہاں ہیں ان ہی پر منت کی چیز خرچ کی جائے گی۔

اور یہ جائز نہیں ہے کہ منت (چڑھاوے) کی یہ چیز کسی غنی کو دی جائے جو

ضرورت مند نہ ہو، نہ اُس منصب کے عہدہ دار (نگرانِ خانقاہ) کو دی جا سکتی ہے کیونکہ اس منصب دار کے لیے جو خود ضرورت مند اور فقیر نہ ہو یہ چیز جائز نہیں ہے، نہ نسبی تعلق رکھنے والے (اُس شیخ یا ولی اللہ کے صاحبزادگان) کو اگر وہ ضرورت مند اور فقیر نہ ہوں تو صاحبزادگی کی بنا پر، یا کسی عالم کو جو فقیر اور ضرورت مند نہ ہو صرف عالم ہونے کی بنا پر یہ رقم یا منت کی یہ چیز لینی جائز نہیں ہے۔ اور شریعت میں مستغنی لوگوں پر جو ضرورت مند نہ ہوں صَرف کرنے کا جواز ثابت نہیں ہے کیونکہ مخلوق کے لیے منت ماننے کے حرام ہونے پر اجماع ہے، یہ نذر اور منت ہوتی ہی نہیں ہے تو یہ چیز منت ماننے والے ہی کی رہتی ہے اور اس لیے یہ حرام بلکہ سُحت [1] ہے اور شیخ کے خادم کے لیے بھی اِس کا لینا اِس کا کھانا اِس میں کسی قسم کا تصرف کرنا جائز نہیں ہے مگر یہ کہ وہ خادم فقیر اور ضرورت مند ہو اُس کے فقیر اور ضرورت مند عیال (بال بچے) ہوں جو کسب کرنے اور کمانے کے قابل نہ ہوں اور وہ مضطر ہوں تو وہ اِس کو ایک الگ صدقہ کے طور پر لے سکتے ہیں گویا ابتدا سے ان ہی کو یہ چیز صدقہ کے طور پر دی گئی ہے، یہ ضرورت مند مضطر لوگ یہ نذر کی چیز لے سکتے ہیں مگر اِس میں کراہیت پھر بھی رہے گی جبکہ منت ماننے والے نے اِس منت سے تقرب اِلی اللہ کی اور اِس چیز کو فقراء (ضرورت مندوں) پر خرچ کرنے کی نیت نہ کی ہو۔

جب یہ بات جان لی تو یہ بھی سمجھ لیجئے کہ یہ جو منت اور نذر کی چیزیں مثلاً درہم یا موم بتی یا تیل لی جاتی ہیں اور اِن کو اولیاء اللہ کی درگاہوں کی جانب منتقل کیا جاتا ہے تاکہ اِن اولیاء کا تقرب اور اِن کی خوشنودی حاصل ہو تو یہ حرام ہے اِس پر مسلمانوں کا اتفاق ہے، جب تک زندہ فقیروں (ضرورت مند لوگوں) پر خرچ کرنے کی نیت نہیں ہوتی، جائز نہیں ہوتی۔''

[1] سود

شرطیں :

نذر اور منت کے جائز ہونے کی چار شرطیں ہیں ذیل کی تصریح میں مطالعہ فرمائیے :

اَلْاَصْلُ اَنَّ النَّذْرَ لَا یَصِحُّ اِلَّا بِشُرُوْطٍ. اَحَدُھَا اَنْ یَّکُوْنَ الْوَاجِبُ مِنْ جِنْسِہٖ شَرْعًا فَلِذٰلِکَ لَمْ یَصِحَّ النَّذْرُ بِعِیَادَةِ الْمَرِیْضِ . وَالثَّانِیْ اَنْ یَّکُوْنَ مَقْصُوْدًا لَا وَسِیْلَةً فَلَمْ یَصِحَّ النَّذْرُ بِالْوُضُوْءِ وَسَجْدَةِ التِّلَاوَةِ . وَالثَّالِثُ اَنْ لَّا یَکُوْنَ وَاجِبًا فِی الْحَالِ اَوْ فِیْ ثَانِی الْحَالِ فَلَمْ یَصِحَّ لِصَلٰوةِ الظُّھْرِ وَغَیْرِھَا مِنَ الْمَفْرُوْضَاتِ. وَالرَّابِعُ اَن لَّا یَکُوْنَ الْمَنْذُوْرُ مَعْصِیَةً بِاِعْتِبَارِ نَفْسِہٖ. الفتاوی الھندیه المعروف بفتاوی عالمگیریه . (البحرالرائق ج۲ ص ۳۱۶)

''اصل بات یہ ہے کہ نذر چند شرطوں کے بغیر صحیح نہیں ہوتی :

ایک یہ کہ جس (عمل) کی نذر کی جارہی ہے وہ ایسے فعل کا ہم جنس ہو جس کو شرعًا وجوب کا درجہ حاصل ہو جاتا ہو لہٰذا عیادتِ مریض کی نذر صحیح نہیں ہوگی کہ فلاں کام ہو گیا تو میں بیمار کی مزاج پرسی کے لیے جاؤں گا کیونکہ مزاج پرسی کوئی شرعی فرض نہیں ہے۔

دوسرے یہ کہ یہ فعل ایسا ہو جو نظر شریعت میں مقصود ہوتا ہو اُس کی صرف یہ حیثیت نہ ہو کہ کسی دوسری عبادت کا صرف وسیلہ بن جاتا ہو لہٰذا وضو یا سجدہ تلاوت کو منت میں پیش کرنا صحیح نہیں ہوگا کہ یہ کام ہوجائے تو وضو کروں گا کیونکہ وضو صرف وسیلہ ہے مستقل عبادت نہیں ہے۔

تیسرے یہ کہ اُس وقت یا دوسرے وقت یہ فعل واجب نہ ہوتا ہو لہٰذا نمازِ ظہر وغیرہ فرائض کی نیت مانی صحیح نہیں ہوگی۔

چوتھے یہ کہ یہ فعل معصیت نہ ہو مثلاً یہ کہے کہ یہ کام ہو گیا تو میں ناچ کراؤں گا فلاں پیر کی قبر پر جا کر سجدہ کروں گا (ایسی نذر قابلِ اعتبار نہیں بلکہ گناہِ عظیم ہے)۔''

وصیت :

(۱) آنحضرت ﷺ کا ارشاد ہے کسی مسلمان کو اگر کچھ وصیت کرنی ہے تو اُس کو حق نہیں ہے (اُس کے لیے مناسب نہیں ہے) کہ وصیت لکھے بغیر دو راتیں بھی گزارے[۱] یعنی واجب الادا قرض امانت وغیرہ ہر وقت درج رہنی چاہئیں۔

(۲) ارشاد ہوا کوئی مرد یا عورت عمر کے ساٹھ سال اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں گزار دے جب مرنے کا وقت آئے تو کوئی ایسی وصیت کر دے جس سے کسی صاحبِ حق کا حق فوت ہوتا ہو تو اِس ساٹھ سالہ اطاعت شعار کے لیے نارِ جہنم لازمی ہو جائے گی۔ (مشکوۃ شریف بحوالہ مسند احمد)

(۳) ارشاد ہوا جو شخص اپنے وارث کو میراث سے محروم کر دے اللہ تعالیٰ اُس کو جنت کی میراث سے محروم کر دے گا۔ (ابن ماجہ شریف)۔ (جاری ہے)

مخیّر حضرات سے اَپیل

جامعہ مدنیہ جدید میں بحمد اللہ چار منزلہ دارُالاقامہ (ہوسٹل) کی تعمیر شروع ہو چکی ہے پہلی منزل پر ڈھائی کروڑ روپے کی لاگت کا تخمینہ ہے، مخیّر حضرات کو اِس کارِ خیر میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے کی دعوت دی جاتی ہے، اللہ تعالیٰ قبول فرمائے۔ (اِدارہ)

---

[۱] بخاری شریف

سلسلہ نمبر۳ قسط : ۲، آخری

''خانقاہِ حامدیہ'' کی جانب سے اَنوارِ مدینہ میں شیخ الاسلام حضرت اقدس مولانا سیّد حسین احمد مدنی قدس سرہ العزیز کے مضامین شائع کرنے کا اہتمام کیا جارہا ہے حضرتؒ کے متوسلین وخدام سے التماس ہے کہ اگراُن کے پاس حضرتؒ کے مضامین ہوں تو اِدارہ کو اِرسال فرما کر عندالناس مشکور اور عنداللہ ماجور ہوں۔(اِدارہ)

اسلام اور فریضہ تبلیغ

ہمدردی نوعِ انسان کا ہمہ گیر جذبہ

﴿ شیخ الاسلام حضرت مولانا سیّد حسین احمد صاحب مدنیؒ ﴾

مسلمانوں کے مستحقِ تبلیغ ہونے کی دوسری وجہ :

علاوہ ازیں چونکہ مسلمانوں کے پیغمبر تمام رُوئے زمین کے بسنے والے اور عام اقوام کے لیے ریفارمر اور مصلح بنائے گئے ہیں جیسا کہ فرمایا جاتا ہے ﴿وَمَآ اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا کَآفَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيْرًا وَّ نَذِيْرًا ﴾[۱] ''ہم نے تم کو صرف تمام آدمیوں کے لیے خوشخبری دینے والا اور عذاب سے ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے۔''

دوسری جگہ فرماتے ہیں ﴿ تَبٰرَکَ الَّذِیْ نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلٰی عَبْدِهٖ لِيَکُوْنَ لِلْعٰلَمِيْنَ نَذِيْرًا ﴾ [۲] ''نہایت برکت والی ہے وہ ذات جس نے فرقانِ حمید کو اپنے خاص بندے پر اِس لیے اُتارا کہ تمام عالموں کے لیے خدا کی پکڑ اور ناراضی سے ڈرانے والے ہو جائیں۔''

اس لیے مسلمانوں کا فریضہ اصلی ہے کہ آنحضرت ﷺ کی نمائندگی اور قائم مقامی کر کے تمام اقوامِ عالم کو آنحضرت علیہ السلام کے دین اور شریعت سے آگاہ کریں اور اُن کے سامنے حقانیت اسلام کے آفتاب کو روشن کر دیں ان کو صحیح راستہ کی طرف بلائیں اور حقیقی شفاء اور دوا پر مطلع کریں۔

[۱] سُورة الفرقان : ۲۸ [۲] سُورة الفرقان : ۱

غیر مسلموں کو یہ حقِ تبلیغ نہیں :

مگر دوسروں کو جن کے پیغمبر ایسے نہیں بوجوہ مذکوہ بالا یہ حق نہیں پہنچتا اس لیے مسلمانوں کے آقائے نامدار علیہ السلام نے ارشاد فرمادیا لِیُبَلِّغِ الشَّاهِدُ مِنْکُمُ الْغَائِبَ.[۱] ''جو لوگ میری مجلس میں موجود ہیں وہ غائب ہونے والوں (یعنی جو موجود نہیں ہیں) کو میری تعلیمات پہنچا دیں۔''

دوسری جگہ فرماتے ہیں : بَلِّغُوْا عَنِّیْ وَلَوْ اٰیَةً.[۲] ''میری طرف سے لوگوں کو (احکام اور شریعتِ حقہ) پہنچاؤ اگرچہ ایک ہی آیت ہو۔''

تیسری جگہ فرماتے ہیں :

یَا عَلِیُّ لَاَنْ یَّهْدِیَ اللّٰهُ بِكَ رَجُلًا وَّاحِدًا خَیْرٌ لَّكَ مِنْ اَنْ یَّكُوْنَ لَكَ حُمْرُ النَّعَمِ .[۳]

''اے علی (رضی اللہ عنہ) ! اگر تمہارے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ ایک مرد کو بھی ہدایت کردے تو وہ تمہارے لیے (تمام دنیا اور اُس کے) خزانوں سے بہتر ہے۔''

قرآن شریف میں فرماتے ہیں :

﴿ هُوَ الَّذِیْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰی وَ دِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَهٗ عَلَی الدِّیْنِ كُلِّهٖ وَ لَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ ﴾ (سُورة التوبة : ۳۳)

''اللہ تعالیٰ وہ ذاتِ پاک ہے جس نے اپنے پیغمبر کو سچا دین اور ہدایت دے کر اِس لیے بھیجا کہ وہ تمام دینوں پر اِس کو غالب کردے اگرچہ کافر اِس کو پسند نہ کریں۔''

یہی وہ فرائض تھے جنہوں نے مسلمانوں کو بے چین کر دیا تھا اور جس کی وجہ سے ان کو نیند اور آرام حرام ہو گیا تھا ان کو اپنے پیارے اوطان میں ٹھہرنا اور اپنی زندگانی کی خدمتیں کرنی وبالِ جان ہوگئی تھیں، اسی عام خیر خواہی نے اُن کو اہل و عیال، زن و فرزند، عزیز و اقارب، تن من دھن سب سے جدا کر دیا، اسی حقیقی اصلاح کے وجوب نے اُن کو مجبور کر دیا کہ وہ اطرافِ عالم میں سچی روشنی کی مشعلیں

---

[۱] بخاری شریف کتاب العلم رقم الحدیث ۱۰۵ [۲] بخاری شریف رقم الحدیث ۳۴۶۱

[۳] بخاری شریف کتاب المغازی رقم الحدیث ۴۲۱۰

لے کر پھیل پڑیں اور کوئی قوت خواہ کتنی ہی عظیم الشان کیوں نہ ہو اگر مانع آئے تو اُس سے ٹکر کھا جائیں تبلیغ سے منع کرنے والے، لوگوں کی اصلی مداواۃ اور حقیقی شفا سے روکنے والے، خدا کی عام مخلوق کو گمراہی میں پڑے رکھنے کی کوشش کرنے والے یا تو اپنے اعمالِ قبیحہ سے باز آجائیں ورنہ پھر قوت کا قوت سے مقابلہ کرنا ضروری ہوگا۔

جس وقت مسلمان اپنی اس سچی روشنی کو لے کر نکلے ہیں اُن کے پاس مکمل فوجیں نہ تھیں مکمل ہتھیار نہ تھے مکمل خزانے نہ تھے اُن کے پاس کوئی ایسی ظاہری قوت نہ تھی جو کہ قیصر اور کسریٰ اور مُقَوقَس [1] کا انفرادی طور پر بھی مقابلہ کرسکتی چہ جائیکہ اجتماعی طور پر کرتی مگر چونکہ دنیا مطلوب نہ تھی حکومت کی ہوس نہ تھی خزانوں کا لالچ نہ تھا اقوامِ عالم کی تجارت اور دستگاری [2] کی خواہش نہ تھی جوع الارض [3] کی بیماری نہ تھی اقوامِ عالم کو غلام بنانے کی آرزو نہ تھی فقط حقیقی اصلاح اور خوشنودیٔ پروردگار کی آگ اُن کے سینوں میں بھڑک رہی تھی جس کے لیے تقویٰ اور زُہد نے دھونکنی [4] کا کام دے رکھا تھا اس لیے جو بھی اُن کے سامنے آیا خواہ وہ پہاڑ ہی کیوں نہ تھا پاش پاش ہوگیا اُس کی ہستی مٹ گئی اور خدا کی سچی روشنی اطرافِ عالم میں پھیل گئی۔ جنابِ رسول اللہ ﷺ کی وفات سے تیس ہی برس کے عرصہ میں بحرِ اَٹلانٹک کے کنارے سے ہمالیہ کی چوٹیوں تک لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کا ڈنکا بجنے لگا افریقہ کے صحرائے اعظم سے لے کر' کاکیشیا' اور' اورال' [5] کے دامنوں تک اسلامی جھنڈا لہرانے لگا۔

اگرچہ ایک ماہر ڈاکٹر اور حاذق حکیم کا فرض یہ بھی ہے کہ اگر نادان مریض اپنے مرض پر اصرار کرے اور دوا کے استعمال سے جان چرائے یا عناداً اُس کو استعمال نہ کرے تو وہ اُس کو جبراً اسی طرح دوا پلادے جس طرح ماں باپ بچے کو ہاتھ پیر پکڑ کر منہ کھول کر دوا پلادیتے ہیں اور اس بنا پر وہ مستحقِ ملامت نہیں قرار دیے جاتے بلکہ ہر طرح قابلِ ستائش قرار دیے جاتے ہیں بلکہ ملامت اُن

---

[1] مصر کے قبطیوں کا بادشاہ قسطنطنیہ (کے عیسائی حکمران) کی طرف سے مقرر کردہ یہاں کا حکمران۔

[2] چوہدراہٹ [3] جاگیروں کی ہوس [4] بھٹی میں آگ دھونکنے کا آلہ۔

[5] روس و سائبیریا کے درمیان واقع پہاڑی سلسلہ، نہرِ اورال بھی یہاں سے نکلتی ہے۔

مریضوں پر عائد ہوتی ہے اور جس طرح حاذق جراح کا فرض ہے وہ دُنبل میں نشتر لگا کر مادّہ فاسد نکال دے اگرچہ مریض چیختا چلاتا رہے اسی طرح اگر اسلام جبرًا لوگوں کو اپنا حلقہ بگوش بناتا اور ان کی روحانی اور جسمانی، انفرادی اور اجتماعی اصلاحات اپنے قوانین تریاقیہ سے کرتا تو ہرگز مستحق ملامت نہ ہوتا مگر اُس نے آزدیٔ خیالات اور انسانی اختیارات پر پانی نہیں پھیرا اور جبر تعدی اکراہ اور بے اختیاری کی اجازت نہیں دی اُس نے صاف الفاظ میں اعلان کر دیا :

﴿ وَ قُلِ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكُمْ فَمَنْ شَآءَ فَلْيُؤْمِنْ وَّ مَنْ شَآءَ فَلْيَكْفُرْ اِنَّآ اَعْتَدْنَا لِلظّٰلِمِيْنَ نَارًا ﴾ [1]

''کہہ دو (اے محمد ﷺ) حق بات تمہارے پروردگار کی طرف سے (ظاہر ہو چکی) ہے اب جس کا جی چاہے ایمان لائے اور جس کا جی چاہے کفر کرے، ہم نے ظالموں کے واسطے عذاب تیار رکھا ہے۔''

دوسری جگہ فرمایا گیا ﴿ لَآ اِكْرَاهَ فِى الدِّيْنِ قَدْ تَّبَيَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَيِّ فَمَنْ يَّكْفُرْ بِالطَّاغُوْتِ وَ يُؤْمِنْ بِاللّٰهِ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقٰى لَا انْفِصَامَ لَهَا وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴾ [2]

''دین میں کوئی اکراہ اور جبر نہیں، ہدایت گمراہی سے کھل گئی اور ظاہر ہوگئی، اب جو شخص بتوں کو چھوڑے گا اور اللہ تعالیٰ پر ایمان لائے گا اُس نے نہایت مضبوط ذریعہ حاصل کر لیا۔''

تیسری جگہ فرماتے ہیں : ﴿ اَفَاَنْتَ تُكْرِهُ النَّاسَ حَتّٰى يَكُوْنُوْا مُؤْمِنِيْنَ ﴾ [3]

''(انکار کرتے ہوئے فرماتے ہیں) اے محمد (ﷺ) کیا تم لوگوں کو اِکراہ کرو گے تاکہ مومن بن جائیں۔''

چوتھی جگہ فرماتے ہیں : ﴿ اِنَّمَا اَنْتَ مُذَكِّرٌ لَّسْتَ عَلَيْهِمْ بِمُصَيْطِرٍ ﴾ [4]

''تم (اے محمد ﷺ) لوگوں کو صرف یاد دلانے والے اور سمجھانے والے ہو، تم اُن پر گماشتہ [5] اور جبر کرنے والے نہیں ہو۔''

---

[1] سورۃ الکہف : ۲۹ [2] البقرۃ : ۲۵۶ [3] یونس : ۹۹ [4] الغاشیہ : ۲۱،۲۲ [5] کارندہ، وکیل

خلاصہ یہ کہ ایمان اور اسلام کے لیے جبر و اِکراہ کرنے کا حکم نہیں دیا گیا اگرچہ یہ حکم دینا بھی قرینِ قیاس تھا ہاں جو لوگ فریضۂ تبلیغ اور اصلاحِ حقیقی سے مانع ہوئے یا مانع ہونے کی تیاری کرنے لگے اُن کے سامنے آنا اور مقابلہ کرنا ناگریز تھا یہی وجہ ہے کہ جن خطوط کو جنابِ رسول اللہ ﷺ نے بادشاہانِ عجم کے پاس بھیجا اور اُن کو اسلام کی طرف بلایا تھا کسی میں تلوار اور لڑائی کی دھمکی نہیں دی گئی اور یہی وجہ تھی کہ جزیہ کی مشروعیت غیر مسلموں کے لیے قرار دی گئی، اگر اسلام تلوار کے زور سے پھیلتا جیسا کہ ''پادری'' یا ''آریہ''[۱] اپنے پروپیگنڈوں میں اسلام سے نفرت پھیلانے کے لیے کہہ رہے ہیں تو آج صنعاء اور یمن میں ہزاروں کی مقدار میں یہودی نظر نہ آتے، اسی طرح عراق (ماسو پوٹامیا[۲]) شام (سیریہ) فلسطین، مصر وغیرہ میں لاکھوں کی مقدار میں غیر مسلم جو کہ پشت ہائے پشت سے وہاں بستے ہوئے چلے آتے ہیں، پائے نہ جاتے۔ خود ہندوستان کے اُن مقامات پر غور کیجیے جو کہ صدیوں مسلمانوں کی قوتوں کے جولانگاہ رہے ہیں غیر مسلموں سے بھرے ہوئے ہیں۔

ضلع دہلی میں جو کہ پایۂ تخت اسلام رہا ہے اور جہاں فوجی قوتوں کا ہر قسم کا مکمل مظاہرہ رہتا تھا فیصدی سولہ مسلمان اور باقی غیر مسلم ہیں۔

صوبہ یوپی جو کہ تقریباً ایک ہزار برس مسلمانوں کے قبضہ میں رہا ہے فیصدی پندرہ مسلمان ہیں۔

بہار جو کہ بختیار خلجی کے زمانہ سے ہیسٹنگز کے زمانے تک مسلمانوں کے قبضہ میں رہا فیصدی دس مسلمان ہیں۔

اگر جبر و اِکراہ سے مسلمان کیا جاتا تو جبکہ مسلمانوں کی فوجی قوتیں انتہائی عروج پر تھیں کون سی قوت ان کو بجبر مسلمان بنانے سے روک سکتی تھی۔

ہاں عیسائیت اپنی سیاہ تاریخ اُٹھا کر دیکھے کہ اُس نے یہودی مذہب کو یورپ کے ممالک سے

---

[۱] پنڈت دیانند سرسوتی کی پیرو ہندو جماعت [۲] الجزیرہ، مابین النہرین اور مابین الرافدین کو قدیم یونانی زبان میں ''ماسو پوٹیمیا'' کہا جاتا تھا اس کا بیشتر علاقہ اب عراق میں شامل ہے جو دریائے فرات اور دریائے دجلہ کے درمیان ہے۔

کس طرح فنا کیا اور پھر اسپین، سسلی، مالٹا، یونان، کریٹ، بلگیر یا وغیرہ میں مسلمانوں کے ساتھ کیا کر رہی ہے۔

آرین قومیں اپنے گزشتہ کارناموں پر غور کریں کہ اُنہوں نے ہندوستان کے اصلی باشندوں بھیل، گونڈ، کولی، چمار وغیرہ اچھوت قوموں کے ساتھ کیا معاملات کیے اور اب تک کیا کر رہے ہیں ؟

چین میں آج سات کروڑ سے لے کر دس کروڑ تک مسلمانوں کی مردم شماری بتائی جاتی ہے وہاں کس روز مسلمانوں کی حکومت قائم ہوئی تھی ؟

جزائر، سماٹرا، جاوا[۱] وغیرہ میں پانچ کروڑ سے زیادہ مسلمانوں کی مردم شماری مذکور ہے وہاں کون سا عالمگیر یا تیمور لنگ یا محمود غزنوی حملہ آور ہوا تھا۔ ابتدائے اسلام میں جن لوگوں نے تلوار اُٹھائی تھی اُن کو کس تلوار نے مسلمان کیا تھا ؟ ؟ ؟

یہ سب محض غلط اتہامات ہیں جو کہ دشمنوں نے اسلام کو بدنام کرنے کے لیے لگائے ہیں ہمیشہ پادشاہانِ اسلام اس کے خلاف احکام جاری کرتے رہے اور رواداری اور بے تعصبی کا ثبوت دینے میں انہوں نے نہایت روشن پوزیشن پیش کی ہے......جھوٹ اور افتراء کا تو کوئی جواب نہیں۔

ڈاکٹر بال کرشن پرنسپل راجہ رام کالج کولہا پور نے مندرجہ ذیل فارسی زبان کی ایک قدیم تحریر تلاش کر کے پائی تھی جس سے مخالفین کی ہرزہ سرائی کا پورا پتہ چلتا ہے ظہیر الدین محمد بابر بادشاہ غازی اپنے بیٹے شہزادہ نصیر الدین ہمایوں کو اپنی خفیہ وصیت میں لکھتا ہے ترجمہ حسبِ ذیل ہے :

> ''اے پسر سلطنت ! ہندوستان مختلف مذاہب سے پُر ہے الحمد للہ اس نے اس کی پادشاہت تمہیں عطا فرمائی تمہیں لازم ہے کہ تمام تعصّباتِ مذہبی کو لوحِ دل سے دھو ڈالو اور عدل وانصاف کرنے میں ہر مذہب وملت کے طریق کا لحاظ رکھو جس کے بغیر تم ہندوستان کے لوگوں کے دلوں پر قبضہ نہیں کر سکتے۔
>
> اس ملک کی رعایا مراحمِ خسروانہ اور الطافِ شاہانہ ہی سے مرہون ہوتی ہے۔ جو قوم

---

[۱] انڈونیشیا کے جزائر

یا ملت قوانینِ حکومت کی فرمانبردار ہے اُس کے مندر اور مزار برباد نہ کیے جائیں ۔
عدل و انصاف ایسا کرو کہ رعایا بادشاہ سے خوش رہے، ظلم و ستم کی نسبت احسان اور لطف سے اسلام زیادہ ترقی پاتا ہے۔
شیعہ و سنی کے جھگڑوں سے چشم پوشی کرو ورنہ اسلام کمزور ہو جائے گا، جس طرح انسان کے جسم میں چار عناصر مل جل کر اتحاد و اتفاق سے کام کر رہے ہیں اسی طرح مختلف مذاہبِ رعایا کو مِلا جلا رکھو اور ان میں اتحادِ عمل پیدا کرو تاکہ جسمِ سلطنت مختلف امراض سے محفوظ و مامون رہے۔ سرگزشت تیمور کو جو اتفاق و اتحاد کا مالک تھا ہر وقت اپنی نظر کے سامنے رکھو تاکہ نظم و نسق کے معاملات میں پورا تجربہ ہو۔'' [۱]

شاہ جہانگیر نے اپنے تمام قلمرو میں جو احکام اُمراء اور سرداروں پر نافذ فرمائے تھے اُن میں سے مندرجہ ذیل احکام بھی تھے :

''جھروکے میں بیٹھا کریں، ہاتھی نہ لڑایا کریں، سیاست کے واسطے آنکھیں نہ پھوڑا کریں، ناک کان نہ کاٹیں، بزور کسی کو مسلمان نہ کریں۔ الخ'' [۲]

اورنگزیب مرحوم کا مندرجہ ذیل فرمان فارسی زبان میں راجہ نرجن سین نے ایشیاٹک سوسائٹی کے ایک جلسہ میں پیش کیا تھا جو کہ جون ۱۹۱۱ء میں ایک اُردو اخبار میں شائع ہوا تھا فرمان مذکور کا مضمون حسب ذیل ہے :

''ہماری پاک شریعت اور سچے مذہب کی رُو سے یہ ناجائز ہے کہ غیر مذہب کے قدیمی مندروں کو گرایا جائے ہماری اطلاع میں یہ بات لائی گئی ہے کہ بعض حاکم بنارس اور اُس کے گرد و نواح کے ہندوؤں پر ظلم و ستم کرتے ہیں اور ان کے مذہبی معاملات میں دخل دیتے ہیں اور ان برہمنوں کو جن کا تعلق پرانے مندروں سے ہے اُن کو اُن کے حقوق سے محروم کیا جاتا ہے لہٰذا یہ حکم دیا جاتا ہے کہ آئندہ سے کوئی

---

[۱] روزنامہ خلافت ص ۵، ۱۹۰۔ ۱۸ر اگست ۱۹۲۶ء [۲] ترجمہ تزک جہانگیری ص ۸۲

شخص ہندوؤں اور برہمنوں کو کسی وجہ سے بھی تنگ نہ کریں اور نہ اُن پر کسی قسم کا ظلم کریں۔'' دستخط اور مہر شہنشاہ اورنگزیب

(حمایتِ اسلام خلافت نمبر ۱۹۰ ص ۵ ۱۸/اگست ۱۹۲۶ء)

حقیقت یہ ہے کہ اسلام اپنی سچائی اور حقانیت اور اپنے اصولوں اور تعلیم کی خوش اسلوبی وغیرہ کمالات کی بنا پر قلوب اور دماغوں پر ہمیشہ سے مقناطیسی اثر کرتا رہا۔ جنابِ رسول اللہ ﷺ نے باوجود اپنی تنگدستی اور بے سروسامانی کے اسلام کی دعوت شروع فرمائی اور تمام اہلِ عرب خصوصًا اہل مکہ اور قریش آپ کے سخت درپے آزار ہوگئے، ظاہری کوئی سبب ایسا نہ تھا جس سے یہ اُمید کی جاسکتی کہ آپ کی کوششیں بارآور ہوں گی مگر یہ اسلام کی حقانیت اور اُس کی آسمانی طاقت ہی تھی جس سے قلوب کا مسخر ہونا شروع ہوگیا اور جوق جوق لوگ قرب وجوار اور دُور دراز ملکوں سے آ آ کر حلقہ بگوش اسلام کے ہوتے گئے۔

تیرہ برس اسلام مکہ معظّمہ کے جو کہ نان وائلنس (عدم تشدد) میں گزرے کئی سو آدمیوں کو اسلام کے دلدادہ بنا چکے تھے حالانکہ اِس مدت میں مخالفینِ اسلام نے انتہائی مظالم اسلام اور مسلمانوں پر ڈھا رکھے تھے پھر مدینہ منورہ پہنچے اور امن وسلامتی حاصل ہونے کے بعد ترقی کی کوئی انتہائی ہی نہیں رہی۔ اہل مدینہ جنہوں نے آخری دم تک انتہائی سرفروشی کا ثبوت دیا ہے خود بخود اسلام کی حقانیت معلوم کر کے اسلام کے پروانے بنے اور دوسروں کو بناتے رہے باوجودیکہ ابتداء میں لڑائی قریش اور اُن کے حامیوں سے اُن کے مظالم کی بناء پر رہی مگر دُور دراز کے قبائل سے خود بخود لوگ آتے اور مسلمان ہوتے جاتے تھے۔

وفد عبدالقیس کا بحرین سے آنا، ثمامہ بن اُثال حنفی کا اسلام لانا، ابوموسیٰ اشعری اور اُن کی جماعت کا خود بخود یمن سے کشتیوں میں سفر کرنا، ابوذر غفاری اور اُن کے بھائی رضی اللہ عنہم کا اپنے تمام کاروبار کو تجتے ہوئے خدمتِ اقدس میں پہنچنا، وائل بن حجر حضرمی کندی کا حضرموت[1] سے قصد کرنا وغیرہ وغیرہ اتنے واقعات ہیں کہ خود ان کی تفصیلات بہت زیادہ طول کی محتاج ہیں۔

---

[1] جزیرۃ العرب کے جنوبی خطہ یمن میں بہت سی وادیوں والے پہاڑی سلسلہ میں واقع شہر۔

اہلِ مکہ معظّمہ جنہوں نے انتہائی مظالم کے پہاڑوں کا سلسلہ تقریبًا بیس برس تک جاری رکھا تھا اور وہ بیدردی اور جفا کاری ظاہر کی تھی جو کہ وہم وگمان سے باہر تھی مگر اسلام نے ان پر فتح مندی حاصل کرنے کے بعد سب کو چھوڑ دیا نہ قتل کیا اور نہ اسیر کیا اور نہ اسلام کے قبول کرنے پر مجبور کیا مگر یہی احسان گراں ایک ایسی فتح کرنے والی تیز تلوار کے قائم مقام تھا کہ اُس نے سب کی گردنیں اسلام کی حقانیت کے سامنے جھکا دیں وہ سب کے سب خود مسلمان ہوئے اور اس خوش معاملگی اور عفو وکرم کو دیکھ کر تمام عرب کے قبیلوں کو اسلام کی سچائی کا زوردار یقین ہو گیا فوجوں کی فوجیں ۹ھ میں خود بخود حاضر ہو کر مسلمان ہوئیں اور اسی طرح اسلام روز افزوں ترقی کرتا رہا۔

تواریخ فتوحِ شام اور فتوحِ عراق اور مصر وغیرہ کے مطالعہ کرنے والے بخوبی جانتے ہیں کہ کس طرح رومیوں اور مصریوں اور پارسیوں کے بڑے بڑے سردار خود بخود اسلام کے گرویدہ ہوتے رہے ہیں اور کس زور شور سے عجمی اور رومی قوموں اور ایشیائی اور افریقی باشندوں نے اسلام کو برضا ورغبت قبول کیا ہے۔

۱۱۰ھ کا زمانہ ہے حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کی خلافت کا آفتاب تمام عالَم کو جگمگائے ہوئے ہے امن واَمان کا چاروں طرف ڈنکا بج رہا ہے کہ حقیقی معنوں میں شیر اور بکری ایک گھاٹ پر پانی پی رہے ہیں اس وقت میں گورنر خلافت عدی بن ارطاۃ کا عریضہ آتا ہے اور وہ لوگوں کے بکثرت اسلام میں داخل ہونے سے گھبرا کر الفاظِ ذیل لکھتا ہے : ''لوگ اسلام میں بہت زیادہ داخل ہوتے جاتے ہیں مجھ کو خوف ہے کہ آمدنی (خراج) میں کمی نہ پڑ جائے۔'' خلیفۂ وقت جوابًا فرماتے ہیں :

''میں نے تمہارا خط سمجھا خدا کی قسم میری تمنا تو یہ ہے کہ تمام آدمی مسلمان ہو جائیں اور یہ نوبت پیش آجائے کہ آمدنی کی قلت کی وجہ سے تم اور میں کھیتی کر کے اپنے ہاتھوں سے پیدا کیے ہوئے غلہ کو کھائیں۔''

اُسی زمانہ میں خراسان میں بھی ایسا ہی واقعہ پیش آیا وہاں بھی لوگ اسلام میں بہت کثرت سے داخل ہوتے جا رہے تھے اور چونکہ حکم یہ تھا کہ جو لوگ مسلمان ہو جائیں اُن سے جزیہ اُٹھا دیا جائے

(کیونکہ یہ فوجی خدمتوں کے عوض میں غیر مسلموں سے لیا جاتا تھا اور وہ ان عسکری خدمات سے بالکل آزاد رکھے جاتے تھے) اس لیے گورنر خراسان (جرّاح) کو بعض لوگوں نے بھڑکایا کہ یہ لوگ محض جزیہ سے بچنے کے لیے مسلمان ہوتے ہیں اسلام درحقیقت ان کے قلوب میں جاگزیں نہیں ہوا ان لوگوں کے اسلام قبول کرنے سے آمدنی بہت گھٹ گئی ہے جب تک یہ ختنہ نہ کرائیں ان کا اسلام قبول نہ کیا جائے گورنر مذکور نے اِس کو پسند کیا اور حکم نافذ کر دیا کہ جب تک کوئی نومسلم ختنہ نہ کرائے گا اُس کا اسلام قبول نہ ہوگا اور پھر خلیفۂ وقت حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کو اطلاع دی ! وہ بہت خفا ہوئے ! ! اور یہ لکھا کہ ''اللہ تعالیٰ نے جنابِ رسول اللہ ﷺ کو لوگوں کو اللہ کی طرف بلانے کے لیے بھیجا تھا ختنہ کرنے کے لیے نہیں بھیجا تھا'' اور فوراً اس حکم کو منسوخ کر دیا اور پھر اُس گورنر کو معزول کر دیا۔

۱۰۲ھ میں افریقہ کے گورنر یزید بن اَبی مسلم نے جب دیکھا کہ عام باشندگانِ افریقہ اسلام میں داخل ہوتے ہوئے دیہاتوں کو چھوڑ کر شہری آبادی میں داخل ہوتے جاتے ہیں جزیہ کی مقدار آمدنی کی حیثیت سے کم ہوتی جارہی ہے تو اُس نے حکم کر دیا کہ یہ تمام دیہاتی نومسلم اپنے اپنے دیہاتوں کو واپس کر دیے جائیں اور جو مقدار جزیہ کی اِن پر پہلے سے تھی بحال رہے، اس حکم کی بنا پر لوگوں میں سخت اضطراب پیدا ہو گیا لوگوں نے بغاوت کر کے گورنر کو قتل کر دیا اور خلیفۂ وقت یزید بن عبدالملک کو مضمونِ ذیل کی عرضی لکھی :

''ہم نے آپ کی تابعداری سے رُوگردانی نہیں کی، چونکہ گورنر حال نے خدا اور اسلام کے ناراض کرنے والے مظالم کو جاری کیا تھا اس لیے ہم نے اس کو قتل کر دیا اور پہلے (قدیم) گورنر معزول کو اِس کی جگہ قائم مقام کر دیا۔''

خلیفہ نے ان کے عمل کو اسی طرح باقی رکھا اور یہ لکھ دیا کہ :

''میں گورنر سابق (مقتول) کے اُن اعمال سے جو کہ خلافِ خدا اور اسلام تھے راضی نہیں ہوں۔''

۱۱۰ھ میں خراسان کے گورنر اشرس نے سنٹرل ایشیا کے حصہ ماوراءُ النہر (جیحون کا شمالی حصہ)

میں دعوت اسلام اور تبلیغ کے لیے علامہ صالح بن طریف اور علامہ ربیع بن عمران کو مقرر کیا انہوں نے شرط لگائی کہ نومسلموں سے جزیہ نہ لیا جائے کیونکہ یہی حکم شرعی تھا۔ گورنر مذکور نے اس کو قبول کر لیا جب ان دونوں اماموں نے لوگوں کو اسلام کی تبلیغ پوری جدو جہد سے کرنی شروع کی تو قوموں کی قومیں اور قبیلوں کے قبیلے سمرقند اور اُس کے اطراف و جوانب میں مسلمان ہونے لگے۔

اسلام کا نہایت زور شور سے شیوع ہوا یہاں تک کہ خزانہ کے واردات میں بہت زیادہ کمی واقع ہونے لگی، سمرقند کے دفتر دار نے گورنر مذکور (اشرس) کو اطلاع دی کہ

''مسلمان بہت زیادہ ہوتے جاتے ہیں اس لیے خزانہ کی آمدنی بہت کم ہوگئی۔''

گورنر مذکور نے لکھا کہ

''لوگوں کا بہت زیادہ مسلمان ہونا اسلامی رغبت کی بناء پر نہیں ہے بلکہ فقط جزیہ کی وجہ سے ہے اس لیے تم جزیہ فقط اُن لوگوں سے معاف کرو جن کی ختنہ ہوئی ہو، نماز پڑھتے ہوں، قرآن میں سے کم سے کم ایک سورت کے حافظ ہوں۔''

پھر اس کے بعد سمرقند کے حکام نے گورنر خراسان اشرس مذکور کو لکھا کہ

''نومسلموں نے مسجدیں بنالی ہیں اور وہ بکثرت پائے جارہے ہیں ہم ان کے ساتھ کیا معاملہ کریں ؟ ''

گورنر مذکور نے حکم دیا کہ '' جن سے پہلے جزیہ لیا جاتا تھا اب پھر لینے لگو ''

اس بناء پر باوجود مخالفت حکم شریعت نومسلموں سے پھر جزیہ وصول کیا جانے لگا اس لیے نہایت زیادہ شور و شغب ہوا سات ہزار نومسلموں نے جزیہ دینے سے انکار کر دیا اور بغاوت شروع ہوگئی آخر کار اشرس معزول کیا گیا اور نصر بن سیار اِس کی جگہ مقرر ہوا اور جب حکمِ سابق منسوخ کیا گیا تب سکون پیدا ہوا۔ خلاصہ یہ کہ مبلغینِ اسلام کی انفرادی اور کبھی اجتماعی کوششوں کی روز افزوں ترقی سے اسلام سنٹرل ایشیا میں پھیلتا رہا۔

اسی عرصہ میں شبق قراخاں مع اپنی جماعت کے مسلمان ہوا اور اس نے بلاساغون، قراقورم

فاراب، اسبیجاب، طراز وغیرہ میں اسلامی حکومت کی بنا ڈالی، اس دولت کا نام ''خانیہ'' رکھا گیا اور ان لوگوں کے مبلغین کی کوششوں سے بڑی دُور تک ترکستانی قبائل جوق جوق اسلام میں داخل ہوتے گئے یہاں تک کہ ۳۴۹ھ میں اور غوز قبیلہ کا ایک سردار سلجوق دو لاکھ ترکی خاندان لے کر مسلمان ہوا اور ترکستان کے وسط سے ہجرت کر کے بخارا کے علاقے جند میں آ کر سکونت گزیں ہوا اور پھر آہستہ آہستہ ترقی کر کے اسی خاندان کے معزز افراد نے ایشیائی کوچک میں پہنچ کر دولت سلجوقیہ کی بنیاد ڈالی جو کہ شروع ایام دولتِ عثمانیہ تک ان اطراف میں حکمراں رہی، ۴۳۲ھ تک انتہائی ترکستان یعنی آخری حدود تک اسلام پہنچ گیا اور قبیلہ بلغار جو کہ آخری حدود کا رہنے والا تھا وہ بھی سب کا سب مسلمان ہو گیا، ۴۳۵ھ میں قبیلہ تتار میں سے یکبارگی تقریبًا دس ہزار خاندان مسلمان ہو گئے۔

خلاصہ یہ کہ وہ اقوام ترکیہ جن کی بہادری کا اب بھی رُوئے زمین پر ڈنکا ہے اور جن کے برابر زمانہ قدیم میں کوئی قوم بہادر نہیں شمار کی جاتی تھی محض اسلام کی حقانیت کی وجہ سے ہزاروں نہیں بلکہ لاکھوں کی مقدار میں برابر مسلمان ہوتی گئیں جن کو کوئی تلوار اور کوئی قوت ڈرا نہیں سکتی تھی۔

۵۰۰ھ کے آخر میں فقط چنگیز خاں کے تاتاری قبائل ترکستان کے آخر میں باقی رہ گئے تھے جن سے ظالمانہ برتاؤ کرنے کی بنا پر محمد بن خوارزم شاہ نے عالم اسلامی پر وہ وہ مصائب کے پہاڑ ڈھوائے ہیں جن کی رُوئے زمین پر نظیر نہیں ہے، تواریخ کے اوراق ان مظالم سے سیاہ ہیں یہی چھوٹی سی مقدار کافر تاتاریوں کی بے انصافی اور تشدد کی بنا پر جب بگڑ گئی تو مسلمانوں کو نہایت تاریک اور سیاہ روز دیکھنا پڑا، مگر باوجود ہر طرح کی قوت اور ظلم و تعدی کے ہلاکو خاں کے بعد ساتویں صدی ہجری کے اَواخر اور آٹھویں کی ابتدا میں اس کی تمام قوم اور تمام اولاد اور فوجیں جو کہ حدودِ چین سے لے کر شام و عراق تک اور شمالی روس سے لے کر وسط ایران تک قابض تھیں جن کی قوت کا مقابلہ اُس زمانہ میں کوئی حکومت نہیں کر سکتی تھی اور جنہوں نے خلافتِ عباسیہ اور دوسری مسلمان حکومتوں کا کایا پلٹ دیا تھا، سب کے سب مسلمان علماء اور مبلغین کی مساعی اور اسلام کی حقانیت کی بنا پر مسلمان ہو گئے اور تمام وسط ایشیا پھر صرف مسلمانوں کا ملک ہو گیا، یہاں کون سی لوہے کی تلوار تھی جس نے ان اقوام کو اسلام کا حلقہ بگوش بنایا تھا۔

معزز حضرات ! جس طرح اسلام وسط ایشیا وغیرہ میں اپنی حقانیت اور علماء وصلحاء کی مساعی کی بناء پر پھیلا اسی طرح ہندوستان میں بھی اسی قسم کی مساعی اور اپنی سچائی کی بناء پر مقبولِ عام ہوا، ۳۹۵ھ میں سیّد اسماعیل لاہوریؒ بخارا سے تشریف لائے آپ علومِ ظاہری اور باطنی، علم فقہ وتفسیر وغیرہ میں امام وقت تھے سب سے پہلے اسلامی واعظین میں سے آپ یہاں آئے ہیں آپ کی مجلس وعظ میں ہزاروں آدمی آتے اور فیضیاب ہوتے تھے آپ کا بیان اس قدر مؤثر ہوتا تھا کہ ہر روز سینکڑوں آدمی مشرف بہ اسلام ہوتے تھے، جب یہ پہلے پہل لاہور میں تشریف لائے ہیں اور پہلے جمعہ کو آپ نے منبر پر بیان کیا ہے تو دو سو پچاس آدمی مشرف بہ اسلام ہوئے، دوسرے جمعہ کو پانچ سو پچاس آدمی مشرف بہ اسلام ہوئے، تیسرے جمعہ کو ایک ہزار کفار ومشرکین زمرۂ اہلِ توحید میں داخل ہوئے اسی طرح آپ کے ذریعہ سے نہایت کثرت سے لوگ داخلِ اسلام ہوتے رہے، آپ کی وفات ۴۴۵ھ میں لاہور میں واقع ہوئی۔ (از کتاب تاریخ الاولیاء ج ۱ ص ۳۲۳)

اسی طرح حضرت خواجہ معین الدین چشتی، حاجی ہود چشتی، شیخ علی راوتی وغیرہ قدس اللہ سرہم العزیز اور ان کے خلفاء کے ذریعہ سے لاکھوں بلکہ کروڑوں آدمی مشرف بہ اسلام ہوئے، کتاب دعوتِ اسلام میں فقط حضرت خواجہ اجمیری قدس اللہ سرہ العزیز کے ذریعہ سے نوے لاکھ مسلمان ہونے والوں کی تعداد ذکر کی گئی ہے، میں اگر ان اولیاء اللہ اور علماء کرام کے کارنامے جن کے ذریعہ سے ہندوستان میں اسلام پھیلا ہے ذکر کروں تو نہایت طویل ہوجائے گا اس لیے بطورِ نمونہ ''مشتے اَز خروارے'' آپ کے سامنے یہ مختصر بیان پیش کر کے عرض کرتا ہوں کہ اسلافِ کرام کی اجتماعی اور انفرادی کوششوں اور جدوجہد کی بناء پر اور اسلام کی سچائی اور حقانیت کی وجہ سے صرف ایک دو یا ہزار دو ہزار یا لاکھ دو لاکھ نہیں بلکہ کروڑوں بندگانِ خدا نے مذہب جیسی پیاری چیز کو اور وہ بھی ملکِ ہند میں جو کہ قدیم سے مذہبی ملک ہے چھوڑ دیا اور اسلام کے حلقہ بگوش ہوگئے، حاشا وکلّا کبھی کسی بادشاہ نے نہ تلوار سے کسی کو مسلمان کیا تھا اور نہ اسلام اس کی تعلیم کرتا ہے، ہاں بے شک اسلام کی حقانیت کی تلوار نے لوگوں کی گردنیں حق کے سامنے جھکا دی تھیں۔

ایسٹ انڈیا کمپنی کے گورنروں اور برٹش حکام اور پادریوں نے اپنی حکومت کے لیے یہ پالیسی اختیار کی ہے کہ افترا پردازی سے ہندوستانی اقوام میں نفاق ڈالنے اور اس طرح اسلام سے بدظن کرنے کے لیے یہ نشر و اشاعت کی جاتی ہے کہ اسلام بزور لوگوں کو تبدیلیٔ مذہب پر مجبور کرتا ہے اور تمام ملکوں میں عمومًا اور ہندوستان میں خصوصًا اسی طرح لوگوں کو اس نے مسلمان بنایا ہے۔ کپتان الیگزینڈر ہملٹن کے سفرنامہ کو ملاحظہ کیجئے وہ کس طرح مذہبی آزادی تمام ہندوستان اور خصوصًا سندھ اور سورت وغیرہ میں دکھلا رہا ہے اور ہندوؤں کی آزادی کی خصوصًا اور دوسرے مذاہب کی عمومًا باوجود حکومت کے مسلمان ہونے کے زمانۂ اورنگزیب میں تعجب خیز الفاظ میں تعریف کر رہا ہے۔

ایک یہ زمانہ تھا کہ آپ کے بزرگوں نے اسلام کو رُوئے زمین پر پھیلایا اور حالانکہ جنابِ رسول اللہ ﷺ تقریبًا صرف چار لاکھ مسلمان چھوڑ کر تشریف لے جاتے ہیں مگر اسلافِ کرام کی کوششوں سے آج اسلام کے نام لیوا چالیس کروڑ سے زیادہ پائے جاتے ہیں مگر ایک عرصہ سے اب ہوا کا رُخ پلٹ گیا ہے وہ اسلام جو کہ سمندر کی اُبلتی موجوں کی طرح روز افزوں ترقی کر رہا تھا اُس کی رفتار ایک عرصہ سے اِس قدر دھیمی پڑ گئی گویا کہ وہ بحرالکاہل کا ایک حصہ ہے، ملاحظہ کیجئے کہ اُس آخری دور میں مسلمانوں کی مردم شماری کی ترقی حسب ذیل ہے :

۱۹۰۱ء : ۶،۲۴،۵۸،۰۷۷ کروڑ

۱۹۱۱ء : ۶،۶۶،۴۷،۲۹۹ کروڑ

۱۹۲۱ء : ۶،۸۷،۳۵،۲۳۲ کروڑ

یعنی ۱۹۰۱ء اور ۱۹۱۱ء کے درمیان انہوں نے فیصدی ۶.۷ کی ترقی کی جو کہ پہلے سالوں کی ترقی سے کم تھی۔ اور ۱۹۱۱ء اور ۱۹۲۱ء کے درمیان میں صرف ۳.۱ فیصدی کی نسبت سے ترقی کی۔

ہندوستان میں دوسرے مذاہب کی ترقی سے اگر اسلام کی ترقی کا مقابلہ کیا جاتا ہے تو نہایت افسوسناک حالت معلوم ہوتی ہے عیسائی مذہب کے اعداد و شمار ملاحظہ ہوں :

۱۹۰۱ء : ۲۹ لاکھ ۱۹۱۱ء : ۳۸لاکھ ۱۹۲۱ء : ۴۷،۵۴،۰۶۴ لاکھ

انہوں نے ۱۹۰۱ءاور ۱۹۱۱ء کے درمیان میں فیصدی ۳۲.۶ ترقی کی ۔

اور ۱۹۱۱ءاور ۱۹۲۱ء کے درمیان میں فیصدی ۲۲.۷ ترقی کی جوکہ مسلمانوں کی ترقی کے مقابلہ میں ۱۹۱۱ء میں پانچ گنے سے زیادہ اور ۱۹۲۱ء میں سات گنے سے زیادہ ہے۔

اور پھر آریہ سماج کی ترقی کو اگر دیکھا جائے تو نہایت ہی تعجب خیز حالت پیدا ہوتی ہے ملاحظہ ہو :

۱۹۰۱ء : ۹۲،۰۰۰ ۱۹۱۱ء : ۲،۴۳،۰۰۰ ۱۹۲۱ء : ۴،۶۷،۵۷۸

یعنی ۱۹۰۱ءاور ۱۹۱۱ء کے درمیان انہوں نے فیصدی ۱۶۳.۴ کی نسبت سے ترقی کی ۔

اور ۱۹۰۱ءاور ۱۹۲۱ء کے درمیان میں فیصدی ۹۲.۱ کی نسبت سے ترقی کی ۔

اس کیفیت کے سامنے مسلمانوں کی ترقی کوئی حیثیت نہیں رکھتی ہے۔ وہ مذہب اسلام جس کے تمام اصول نہایت ہی اعلیٰ درجہ کے اور روشن عقل اور طبع کے موافق ہیں وہ اِس طرح پسماندہ ہوا جاتا ہے اور وہ مذاہب جن کے اصول وعقائد انتہائی درجے کے لچر اور پوچ ہیں وہ اس طرح تیزی سے بڑھتے جارہے ہیں۔ قابلِ غور یہ اَمر ہے کہ آخر وہ بات کیا ہے جس کی وجہ سے مسلمان اُلٹے پیر لوٹتے جارہے ہیں ؟

مسلمانوں کی پست خیالی، کم ہمتی، غفلت، نیند، جہالت وغیرہ کو دیکھ کو دوسرے مذاہب کو بھی ہمت ہوئی کہ مسلمانوں پر ہجوم کیا جائے اور اِن کی منتشر بکریوں کو شکار کر لیا جائے ، عیسائی مشنریوں نے ہندوستان اور بیرون ہندوستان میں مختلف قسم کے جال پھیلا دیے، نہ صرف مصر شام فلسطین عراق وغیرہ میں ہی ان کی مشنریاں کام کر رہی یں بلکہ ایران، ایشیائے کوچک وغیرہ مما لک اسلامیہ میں بھی بڑی کامیابی سے مسلمانوں کو فنا کر رہی ہیں۔ ہندوستان میں جس کوشش سے ہندوستانیوں کو عیسائی بنایا جاتا ہے وہ ذیل کے نقشہ سے معلوم ہوجائے گا :

۱۹۲۳ء کی رپورٹ کے اعداد وشمار ملاحظہ ہوں :

مسیحی مشنریاں	۱۶۷	تبلیغی مراکز	۱۲۴۰
مبلغ	۷۲۱۸	ٹریننگ کالج برائے تعلیم تبلیغ	۶۱
گرجاؤں کے پادری	۱۸۷۷۹	مذہبی اخبارات مختلف زبانوں میں	۹۹
پریس	۴۲	سنڈے اسکول	۸۲۰
ہائی اسکول	۶۱۰	کالج	۵۰
زراعتی اسکول	۹۰۸	صنعتی سکول	۱۷۰
تعداد طلبہ	۱۰،۶۰،۰۰۰	اساتذہ	۴۸،۰۴۴
ہسپتال	۴۰۸	ڈاکٹر اور نرسیں	۱۵۹۸

۱۹۱۳ء میں تمام ہندوستان میں ۱۳۶ مشنریاں تھیں جن کی تفصیل حسب ذیل ہے : امریکہ اور کینڈا کی تبلیغی جماعتیں ۴۱ ، آسٹریلیا کی تبلیغی جماعتیں ۸ ، لنکا کی تبلیغی جماعتیں ۳ ، براعظم کی تبلیغی جماعتیں ۱۲، ہندوستان کی تبلیغی جماعتیں ۷، بین الاقوامی تبلیغی جماعتیں ۹، بلدی ۱۲/۱۳۶

مگر دس برس کے اندر ۱۹۲۳ء میں ان کی تعداد میں اکتیس مشنریوں کا اضافہ ہو جاتا ہے ۱۹۱۳ء میں ان مشنریوں کا سالانہ خرچ باون کروڑ روپیہ تھا اس سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ اب وہ کس قدر خرچ کر رہی ہونگی ، انجیل کا ترجمہ ایک سو چار زبانوں میں کیا جا چکا ہے، ہندوستان میں ۱۹۲۶ء میں آٹھ لاکھ پچاس ہزار انجیلیں فروخت اور تقسیم کی گئیں مگر ۱۹۲۷ء میں ان کا عدد دس لاکھ باسٹھ ہزار کو پہنچ گیا۔

ان اعداد و شمار کو ملاحظہ فرمائیے کہ کس طرح عیسائیت زور دار طریقہ پر اپنا پنجہ گڑاتی ہوئی ہندوستانیوں کو ہندوستان میں عیسائیت کی طرف کھینچ رہی ہے ،صرف حیدر آباد میں ایک سال میں بیس ہزار آدمی عیسائی ہوئے ، اِدھر تو عیسائیت اس زور شور سے ترقی کرتی ہوئی اسلام اور ہندوستانی مذاہب کو نقصان پہنچا رہی ہے اُدھر آریہ دھرم اسلام کے مٹانے پر تُلا ہوا ہے۔ اس زمانہ اَخیر میں ہماری کمزوریوں اور غفلتوں کو دیکھ کر جو کچھ اُس نے ناجائز کارروائیاں نہ صرف انفرادی طور پر بلکہ اجتماعی طریقہ پر بھی منظّم طریقہ پر کی ہیں اور کر رہی ہیں وہ ظاہر و باہر ہے اُس کے بیان کرنے کی ضرورت نہیں۔

انگلش مین ۲۵ر دسمبر ۱۹۲۶ء میں شائع کیا گیا تھا کہ شردھانند نے بیس لاکھ مسلمانوں کو مرتد کیا اپریل ۱۹۲۷ء میں پٹنہ کے مہا سبھا کے اجلاس میں اعلان کیا گیا تھا کہ مہا سبھا کی کوششوں سے اب تک صوبہ بنگال میں پچاس ہزار مسلمان مرتد ہو چکے ہیں۔ (ہمدم ۲۸ر مئی ۱۹۲۷ء)

اس طرح سے مختلف اشاعتیں ظہور میں آچکی ہیں اور اس قوم کی دن ورات کی سرگرمی بلا شک وشبہ نہایت خطرناک ہے اس لیے نہایت ضروری ہے کہ مسلمان اپنے بھولے ہوئے سبق کو یاد کریں اور پوری جدوجہد کے ساتھ اجتماعی قوت سے میدانِ تبلیغ واصلاح میں اُتر آئیں اور اُمورِ ذیل کا پوری طرح اہتمام کریں۔

(۱) جمعیت تبلیغ الاسلام صوبہ جات متحدہ شہر آگرہ کی پوری امداد کرنا (۲) اس کے شعبے مختلف مقامات میں مکمل طریقہ پر قائم کرنا (۳) تعلیم مذہبی اور دُنیوی کو نہایت زور سے فروغ دینا (۴) ہر ہر گاؤں اور آبادی میں مبلغ سے دورہ کرانا (۵) جملہ اسرافات شادی اور غمی ختنہ عقیقہ وغیرہ کو یک قلم بند کرنا (۶) سودی قرضہ سے بالکل انقطاع کر دینا (۷) تجارت اور دستکاری کو بڑے پیمانہ پر جاری کرنا اور اپنی قوم ہی سے خرید وفروخت کی کوشش کرنا کسی تجارت اور دستکاری کو ذلیل نہ سمجھنا (۸) اخلاقی اور عملی حالت کو درست کرنا اور نمونہ سلفِ صالحین بن کر اسلام کی عزت قائم کرنا (۹) مقدمہ بازی کو حتی الوسع ترک کرنا (۱۰) آپس کے اختلافات اور جھگڑوں کو مٹانا (۱۱) فنِ سپہ گری کی مشق کرنا۔

میں نے آپ بزرگوں کی بہت سمع خراشی کی اب میں آپ حضرات کا تہہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں اور آپ سے جدا ہوتا ہوں اور اُمیدوار ہوں کہ میری معروضات پر غور وفکر فرمائیں اور عملی کارروائیوں میں پُر زور حصہ لیں، مرض اور مصیبت کو خفیف نہ سمجھیں خدا آپ کی اور ہماری مدد فرمائے، آمین۔

ننگِ اکابر

حسین احمد غفرلہٗ

۱۰ر جمادی الثانیہ ۱۳۴۷ھ

قسط : ٦

تبلیغِ دین

﴿ حجۃ الاسلام حضرت اِمام غزالی رحمۃ اللہ علیہ ﴾

حَامِدًا وَّ مُصَلِّیًا ! اِس زمانے میں اَجزائے دین میں سے اَخلاقِ حسنہ کو عوام نے اِعتقادًا اور خواص نے عمدًا چھوڑ دیا ہے اِس سے جو مفاسدِ دینیہ اور دُنیویہ پیدا ہو رہے ہیں اُس کا یہی علاج ہے کہ اِس کی تعلیم اور اِس کی تنبیہ کی جائے چنانچہ سلف نے اِس میں مختلف و متعدد کتابیں لکھی ہیں اُن سب میں جامع اور آسان تصنیف حجۃ الاسلام حضرت اِمام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کی ہے ، اُن میں رسالہ ''اَربعین'' یعنی ''تبلیغِ دین'' مختصر اور آسان ہے اَکابرین خصوصیت کے ساتھ اپنے مریدین کو اِس کتاب کے پڑھنے کا اِرشاد فرماتے تھے اللہ تعالیٰ جزائے خیر دے حضرت مولانا عاشق اِلٰہی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو کہ اُنہوں نے اِس کتاب کا اُردو ترجمہ نہایت خوبی کے ساتھ انجام دیا۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو ظاہر اور باطن کی اِصلاح کی توفیق عطا فرمائے اور اِس کو نافع اور مقبول بنائے، خانقاہِ حامدیہ کی طرف اِسے نذرِ قارئین کیا جارہا ہے۔ (اِدارہ)

اعمالِ ظاہری کے دس اُصول

(٦) چھٹی اصل .... ہر وقت ذکر اِلٰہی کا بیان :

اللہ تعالیٰ شانہ اِرشاد فرماتا ہے اللہ کا کثرت سے ذکر کرو تاکہ فلاح پاؤ۔ اور حدیث میں آیا ہے کہ اللہ کا ذکر جہاد و صدقات اور خیرات سب سے افضل ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ ذکر اللہ سے بہتر کوئی عمل نہیں ہے۔

ذکر الٰہی کے لیے ایک مغز اور تین پوست ہیں اور مغز تو مقصود بالذات ہے مگر پوست اس لیے مقصود اور محبوب ہیں کہ وہ مغز تک پہنچنے کے ذرائع اور اسباب ہیں۔

☆ پہلا پوست : صرف زبان سے ذکر کرنا ہے۔

☆ دوسرا پوست : قلب سے ذکر کرنا اور جبراً بتکلف اس کا خوگر (عادی) ہونا ہے۔ یاد رکھو کہ قلب کو اپنی حالت پر چھوڑنا نہ چاہیے کیونکہ اس کو تفکرات اور تخیلات میں پڑنے سے پریشانی ہوتی ہے لہٰذا مناسب ہے کہ اس کی مرغوب شے یعنی ذکر الٰہی اس کے حوالہ کر دی جائے تاکہ اس کو اطمینان حاصل ہو جائے۔

☆ تیسرا پوست : یہ ہے کہ ذکر الٰہی قلب میں جگہ کر لے اور ایسا گڑھ جائے کہ اس کا چھڑانا دُشوار ہو جائے، اس کا مطلب یہ ہے کہ دوسرے درجہ میں جس طرح قلب کو ذکر کی عادت ڈالنے میں دقت پیش آئی ہوئی تھی اس تیسرے درجہ میں قلب سے ذکر اللہ کی عادت چھڑانا اس سے زیادہ دشوار ہو۔

فنا اور فنا الفنا کی ماہیت اور تمثیل سے اس کا سمجھنا :

☆ چوتھا پوست : جو مغز اور مقصود بالذات ہے وہ یہ ہے کہ قلب میں ذکر کا نام ونشان بھی باقی نہ رہے بلکہ مذکور یعنی اللہ تعالیٰ کی ذات ہی ذات رہ جائے کہ نہ قلب کی طرف توجہ رہے نہ ذکر کی جانب التفات اور نہ اپنی خبر ہو نہ کسی دوسرے کی، غرض ذاتِ باری میں استغراق ہو جائے اسی حالت کا نام ''فنا'' ہے اور اس حالت پر پہنچ کر بندہ کو نہ اپنی ظاہری حس وحرکت کا کوئی علم ہوتا ہے اور نہ باطنی عوارض کا یہاں تک کہ اپنے فنا ہو جانے کا علم بھی باقی نہیں رہتا کیونکہ فنا ہو جانا بھی تو اللہ کے علاوہ دوسری ہی چیز ہے اور غیر اللہ کا خیال میل کچیل اور کدورت ہے پس فنا کا علم بھی اس درجہ میں پہنچ کر کدورت اور بُعد ہوا یہی وہ حالت ہے جس میں اپنے وجود کے فنا کے ساتھ خود فنا سے بھی فنائیت ہوتی ہے، ایسی محویت سمجھ میں آنی مشکل ہے بلکہ بظاہر ناممکن اور دعوی بلا دلیل معلوم ہوگا۔

لیکن اگر تم کو کسی حسین صورت پر عاشق ہونے یا کسی عاشق صادق کے دیکھنے کا اتفاق ہوا ہوگا تو اِس حالت کو بھی دشوار نہ سمجھو گے، کیا حسن پرست فریفتہ انسان اپنی معشوقہ کے فکر اور خیال میں ایسے محو مستغرق اور بے خود نہیں ہو جاتے کہ بسا اوقات زبان سے کوئی بات کرتے ہیں اور اس کو خود بھی نہیں سمجھتے ، پاؤں ڈالتے کہیں ہیں اور پڑتا کہیں ہے، اس کے سامنے سے آدمی گزر جاتا ہے حالانکہ ان کی آنکھیں کھلی ہوئی ہیں مگر وہ ان کو نظر نہیں آتا، دوسرا شخص ان سے بات کرتا ہے مگر یہ سنتے ہی نہیں ، اگر ان سے پوچھا جائے کہ کیوں بھائی کیا دیکھا اور کیا سنا تو وہ کچھ بھی جواب نہیں دے سکتے ، پس معلوم ہوا کہ ان کو ایسی محویت ہوگئی کہ اپنی محویت کا بھی ان کو علم نہیں رہا کہ دیوانہ بن گئے اور ایسے دیوانہ بنے کہ اپنی دیوانگی کی بھی خبر نہیں رہی مجنون ہو گئے اور جنون کی بھی اطلاع نہیں یہ سب اسی معشوقہ مطلوبہ کے خیال میں مستغرق ہو جانے کا اثر ہے۔ اس کو بھی جانے دیجیے اس سے بھی آسان طریقے سے فنا کی فنائیت سمجھ میں آسکتی ہے دیکھو تم کو اپنی آبرو اور مال سے محبت ہے، پس اگر خدانخواستہ کسی دشمن کی طرف سے تمہارے مال یا آبرو پر حملہ ہو تو اُس کے غصہ اور طیش میں جو کچھ تمہاری حالت ہوگی اُس پر غور کرو کہ وہ کیسی بے خودی کی حالت ہے ظاہر ہے کہ غیض وغضب میں نہ تم کو اپنی خبر رہتی ہے اور نہ دوسرے کی اور تم ایسے بے خود ہو جاتے ہو کہ اُس وقت اپنی بے خودی کا بھی تمہیں احساس نہیں رہتا پھر بھلا اگر کوئی بندہ اپنے مولیٰ کے خیال میں ایسا محو ہو جائے کہ خود فنا سے فنا اور بے خود ہو جائے تو کیا تعجب ہے ؟ سمجھانے کی غرض سے یہ مثالیں ہم نے بیان کی ہیں ورنہ اصل بات تو یہ ہے کہ جس وقت اللہ کے فضل سے اس حالت پر پہنچو گے تو فنائیت اور فنا الفنا کی اصل حقیقت اُسی وقت معلوم کر سکو گے۔ (جاری ہے)

مسائلِ زکوٰۃ

﴿ حضرت اَقدس مولانا سیّد حامد میاں صاحبؒ ﴾

ہمارے ایک معزز دوست نے توجہ دِلائی کہ بہت سے اصحابِ استطاعت لوگ زکوٰۃ کے مسائل سے ناواقف ہونے کی وجہ سے زکوٰۃ جیسے فریضہ کی اَدائیگی میں کوتاہی کرتے ہیں اور اگر وہ مسائل معلوم کرنا چاہتے ہیں تو آسان زبان میں مسائل نہیں ملتے اور مشکل زبان جس میں عربی الفاظ آتے ہوں سمجھنے سے قاصر رہتے ہیں اور ایسے مضمون کو چھوڑ دیتے ہیں اس لیے سہل زبان میں یہ کچھ مسائل درج کیے جارہے ہیں، اگر کوئی صاحب زکوٰۃ کے اور مسائل دریافت کرنا چاہیں تو وہ بھی دریافت کرلیں تاکہ یہ مجموعہ مختصر رسالہ کی صورت میں بھی طبع کرادیا جائے۔ (حامد میاں غفرلہٗ)

''جس شخص نے مال کی زکوٰۃ ادانہیں کی ، قیامت میں اُس کا مال ایک زہریلا اَژدہا بنا کر اُس کے گلے میں ڈالا جائے گا جو اُس کو کاٹتا رہے گا اور یہ کہہ کر کاٹے گا کہ میں تیرا مال ہوں تیرا خزانہ ہوں۔'' (الحدیث)

سوال : زکوٰۃ کی مذہبی نوعیت کیا ہے ؟

جواب : زکوٰۃ فرض ہے۔ اسلام کے بنیادی ارکان میں شامل ہے، اس کا منکر کافر ہے اور اس پر عمل نہ کرنے والا گنہگار رہے۔

سوال : کیا زکوٰۃ ادا کرنے کے لیے نیت ضروری ہے ؟

جواب : نیت ضروری ہے ورنہ زکوٰۃ ادا نہ ہوگی۔

سوال : زکوٰۃ کی شرح کیا ہے ؟

جواب : زکوٰۃ کی شرح مالِ تجارت، سونے اور چاندی کا چالیسواں حصہ ہے یعنی سو روپے پر ڈھائی روپے زکوٰۃ ادا کرنی ہوگی۔

سوال : زکوة کس سرمایہ پر ادا کرنا ہوگی ؟

جواب : نقد ، زیور (چاہے استعمال میں آتا ہو یا رکھ رکھا ہو) سونا چاندی اور کاروباری سرمایہ خواہ وہ نقد ہو یا مال کی اُتنی قیمت [1] اور مالیت ہو اور جو مال قرض میں دیا ہوا ہو سب سرمایہ پر سال گزرنے پر زکوة ادا کرنی ہوگی۔

سوال : نصابِ زکوة کیا ہے ؟

جواب : ساڑھے باون تولے چاندی (۶۱۲ء۳۵ گرام چاندی)، ساڑھے سات تولے سونا (۸۷ء۴۷۹ گرام سونا)، اِتنی قیمت کا مالِ تجارت یا نقد موجود ہو تو زکوة دی جائے گی۔

سوال : ''صاحبِ نصاب'' سے کیا مراد ہے ؟

جواب : جن مالوں میں زکوة فرض ہے شریعت نے اُن کی خاص خاص مقدار مقرر کردی ہے اُس مقررہ مقدار کو ''نصاب'' کہتے ہیں اور اتنی مقدار جس کے پاس ہو اُسے ''صاحبِ نصاب'' کہتے ہیں

سوال : کیا جائیداد وعمارات پر زکوة ہوگی ؟

جواب : جائیداد اور عمارتوں پر خواہ رہائشی ہوں یا کرایہ پر دی ہوئی ہوں اُن پر زکوة نہیں، جو اُن سے آمدنی ہوگی [2] وہ سال کے ختم پر دیکھی جائے گی اور اُس پر حساب لگا کر زکوة دی جائے گی۔

---

[1] بعض لوگوں کا خیال ہے کہ زکوة صرف تجارتی مال سے حاصل شدہ رقم پر ہوتی ہے جو نقد کی صورت میں موجود ہو، تجارتی مال پر نہیں ہوتی ، یہ خیال بالکل غلط ہے زکوة تجارتی مال اور اُس سے کمائی ہوئی رقم دونوں پر ہوتی ہے، کتبِ فقہ میں اِس کی تصریح موجود ہے۔ [2] یعنی جو عمارتیں کرایہ پر دی ہوئی ہیں اُن سے حاصل شدہ کرایہ اگر اتنی مقدار میں ہے کہ وہ تنہا ساڑھے باون تولہ چاندی کی مالیت کو پہنچ جاتا ہے تو اُس پر سال کے بعد زکوة دینی ہوگی اور اگر تنہا کرایہ تو اتنا نہیں ہے لیکن کرایہ سے حاصل شدہ رقم اور دُوسری اشیاء (سونا چاندی، مالِ تجارت، کیش رقم) مل کر ساڑھے باون تولہ چاندی کی مالیت کو پہنچ جاتی ہیں تو پھر سب کو مِلا کر حساب کرکے زکوة دینی ہوگی۔

سوال : زکوة سے اور کس قسم کی کیا کیا چیزیں مستثنیٰ ہیں ؟

جواب : جائیداد کے علاوہ مشینری کے اَوزار، فرنیچر، برتن، کپڑے خواہ وہ کسی تعداد میں ہوں زکوة سے مستثنیٰ ہیں۔

سوال : زکوة کس کس کو دی جاسکتی ہے ؟

جواب : یہ سوال بڑا مفید ہے، اس کا جواب سمجھ کر یاد رکھنا چاہیے کہ زکوة اُس کو دی جائے گی (جو نصابِ زکوة کا مالک نہ ہو، اور) جس کے پاس اِستعمالی ضرورت سے زیادہ سامان بھی نہ ہو، لہٰذا اگر کسی کے پاس گھر میں قیمتی فالتو سامان پڑا ہو مثلاً تانبے کے برتن اور قالین وغیرہ جو وہ استعمال میں نہیں لاتا (یا ریڈیو، ٹیپ ریکارڈر، ٹیلیویژن اور زائد اَز ضرورت فرنیچر وغیرہ) تو اُس سامان کی قیمت کا اندازہ کیا جائے گا، اگر اُس سامان کی قیمت بقدرِ نصاب بن جاتی ہے یعنی ساڑھے باون تولے چاندی یا ساڑھے سات تولے سونے کی قیمت کے برابر تو یہ شخص زکوة لینے کا مستحق نہیں ہوگا اگر اپنے آپ کو غریب کہہ کر زکوة لے گا تو سخت گنہگار ہوگا، ایسا شخص نہ زکوة لے سکتا ہے نہ صدقہ فطر بلکہ ایسے آدمی پر تو خود صدقہ فطر دینا واجب ہوتا ہے اور قربانی بھی۔

اور یہ بھی سمجھ لیجیے کہ زکوة اپنی ''اُصول'' یعنی ماں باپ یا اُن کے ماں باپ، دادا، دادی، نانا، نانی کو نہیں دی جاسکتی، ایسے ہی ''فروع'' یعنی بیٹا، بیٹی، پوتا، پوتی، نواسہ، نواسی کو بھی نہیں دی جاسکتی، شوہر بیوی کو اور بیوی شوہر کو نہیں دے سکتی۔

''سیّدوں'' کو وہ حسنی ہوں یا حسینی اور حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ کی دُوسری اولاد کو جنہیں ''علوی'' کہتے ہیں حضرت عقیلؓ، حضرت جعفر طیارؓ کی اولاد کو بھی جو ''جعفری'' کہلاتے ہیں اور حضرت عباسؓ بن عبدالمطلب کی اولاد کو بھی جو ''عباسی'' کہلاتے ہیں اور اگر کوئی حضرت حارثؓ بن عبدالمطلب کی اولاد میں ہوں تو اُنہیں بھی، غرض ان سب خاندانوں کو زکوة دینی اور اُنہیں لینی منع ہے۔

سوال : مدارسِ اِسلامیہ میں زکوة کا مال دینا جائز ہے یا نہیں ؟

جواب : ہاں طالبِ علموں کو زکوة کا مال دینا جائز ہے اور مدارس کے مہتمموں کو اس لیے کہ

وہ طالب علموں پر خرچ کریں، دینے میں کچھ مضائقہ نہیں۔

سوال : کیا غیر مسلم کو زکوۃ دی جاسکتی ہے ؟

جواب : نہیں۔

سوال : زکوۃ کی رقم فوری ادا کرنی چاہیے یا مناسب موقع کے اِنتظار میں یہ رقم روکی بھی جاسکتی ہے ؟

جواب : دونوں صورتیں جائز ہیں، لیکن جلدی دینا افضل ہے۔

سوال : بعض لوگوں کو کہتے سنا ہے کہ نقد رقم نہ رکھو ورنہ زکوۃ دینی ہوگی اس لیے جائیداد خریدلو، ایسے لوگوں کے لیے شریعت کا کیا حکم ہے ؟

جواب : ایسا کرنا مناسب نہیں، ایسا کرنے سے غریبوں کا حق مارا جاتا ہے۔

سوال : کاروباری اداروں کو سرمایہ کی زکوۃ کس طرح ادا کرنی چاہیے ؟

جواب : مثال کے طور پر یہ خاکہ ملاحظہ فرمائیں :

بلڈنگ فرنیچر کھاتہ	30,000	مستثنیٰ ہے
مشینری کھاتہ	40,000	مستثنیٰ ہے
بینک کھاتہ	20,000	
اُدھار کھاتہ	65,000	
اسٹاک کھاتہ	40,000	
نقد باقی	5,000	
کُل سرمایہ کھاتہ مالک فرم	2,00,000	
زکوۃ سے مستثنیٰ	70,000	
بقایا رقم جس پر زکوۃ ادا کرنی ہے	1,30,000	

جو مال بغرضِ تجارت خرید وفروخت میں نہ آئے وہ مستثنٰی ہے جیسے سامان رکھنے کے برتن دُکان میں استعمال ہونے والا فرنیچر (یا اَوزار، اور مشینری) وغیرہ۔

سوال : مویشی یعنی بھیڑ بکری کا کاروبار کرنے والا مویشیوں کی قیمت لگا کر اُس قیمت پر زکوة ادا کرے گا یا مویشیوں کی تعداد کے مطابق ؟

جواب : جو جانور تجارت کے لیے ہوں اُن کی موجودہ قیمت لگا کر زکوة دی جائے گی۔

سوال : سواری کے لیے گھوڑا گاڑی یا موٹر ہو تو اُن پر زکوة ہوگی یا نہیں ؟

جواب : نہیں۔

سوال : ایک شخص کے پاس دس ہزار روپے تھے، اُن پر سال گزر گیا، وہ زکوة کا ارادہ ہی کر رہا تھا کہ سارے روپے چوری ہو گئے، کیا اِس صورت میں اُس پر زکوة فرض ہے یا معاف ہو گئی۔

جواب: سارا مال چوری ہو جانے یا سارے کا سارا مال خیرات کرنے سے زکوة معاف ہو جاتی ہے

سوال : زکوة کا مال مستحق کو خود دینا ضروری ہے یا کسی اور کے ذریعہ بھی دیا جا سکتا ہے ؟

جواب : خود بھی دے سکتا ہے اور کسی دُوسرے شخص کے ذریعہ بھی۔

سوال : ایک مالدار مسافر کا سارا مال ضائع ہو گیا، گھر میں اگرچہ اُس کا بہت مال موجود ہے لیکن اس وقت اُس کے پاس کچھ نہیں رہا تو کیا اُسے زکوة دی جا سکتی ہے ؟

جواب : جی ہاں، ایسے مسافر کو جو حالتِ سفر میں محتاج ہو گیا ہو زکوة دی جا سکتی ہے چاہے اُس کے گھر میں اُس کے لاکھوں روپے ہی کیوں نہ ہوں۔

سوال : زکوة کی رقم سے مسجد بنانا یا مُردے کا قرض ادا کرنا یا مُردے کا کفن وغیرہ تیار کرنا کیسا ہے ؟

جواب : ان صورتوں میں زکوة ادا نہیں ہوگی کیونکہ زکوة کی ادائیگی اُس وقت ہوگی کہ جب کوئی محتاج اُسے لے (زکوة کی ادائیگی کے لیے شرط ہے کہ جسے زکوة دی جائے اُسے زکوة کا مالک بنا دیا جائے)۔

سوال : ایک شخص نے کسی کو زکوة کا مستحق سمجھ کر زکوة دی ، بعد میں معلوم ہوا کہ وہ تو مالدار ہے یا سیّد ہے، تو کیا وہ شخص دوبارہ زکوة دے یا زکوة ادا ہوگئی ؟

جواب : اگر دینے والے نے مستحق سمجھ کر زکوة دی ہے تو زکوة ادا ہوگئی ، اِسی طرح اُس شخص کی بھی زکوة ادا ہو جاتی ہے جس نے تاریکی میں اپنی ماں یا دُوسرے ایسے رشتہ دار کو جسے زکوة نہیں دی جا سکتی ، زکوة دے دی اور بعد میں پتہ چلا کہ وہ ایسا رشتہ دار ہے جو اُس کی زکوة کا مستحق نہیں۔ اور اگر کسی نے کسی کو زکوة دی اور بعد میں معلوم ہوا کہ وہ کافر ہے تو زکوة ادا نہیں ہوئی پھر ادا کرنی ہوگی، یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ اگر مذکورہ بالا صورتوں میں مالدار سیّد اور رشتہ دار کو یہ معلوم ہو گیا کہ یہ زکوة کی رقم تھی تو واپس کر دیں۔

سوال : ایک شخص سال کے اوّل اور آخر میں مالکِ نصاب تھا مثلاً اُس کے پاس اتنے روپے تھے جو ساڑھے باون تولے چاندی کی قیمت بنیں لیکن درمیان سال میں کچھ پیسے خرچ ہو گئے اور کچھ دنوں وہ مالکِ نصاب نہیں رہا تو کیا اُس پر زکوة ہوگی ؟

جواب : جو شخص سال کے اوّل اور آخر میں نصاب کا مالک ہو اُس پر زکوة ہوگی چاہے سال کے درمیان میں مال نصاب سے کم ہو گیا ہو، ہاں اگر سال کے درمیان میں اُس کا سارے کا سارا مال ضائع ہو گیا اور سال کے آخر میں پھر کہیں سے مل گیا، تو اب گزشتہ سال کی زکوة اُس پر نہیں ہے بلکہ جب سے دوبارہ مال آنا شروع ہوا ہے اُس وقت سے اُس کا مالی سال شروع ہوگا۔

سوال : اگر مال سال گزرنے سے چند ہی روز پہلے جاتا رہا تو زکوة ہوگی یا نہیں ؟

جواب : نہیں۔

سوال : ایک شخص کے پاس تین ہزار روپے موجود ہیں (گویا وہ صاحبِ نصاب ہے) لیکن یہ اتنے ہی روپوؤں کا قرض دار بھی ہے تو کیا اُس پر زکوة ہوگی ؟

جواب : اُس پر زکوة نہیں ہوگی۔

سوال : ایک تاجر کے پاس ابتداء سال میں تین ہزار روپے تھے جن سے اُس نے تجارت

شروع کی، سال کے آخر میں اُس کے پاس پانچ ہزار روپے جمع ہو گئے تو کیا اس تاجر کو صرف تین ہزار روپے کی زکوٰۃ ادا کرنی ہوگی یا پانچ ہزار کی ؟

جواب : اسے پانچ ہزار روپے کی زکوٰۃ دینی ہوگی۔

سوال : اگر کسی نے سال گزرنے سے پہلے ہی اپنی زکوٰۃ ادا کر دی تو کیا ادا ہو جائے گی ؟

جواب : ادا ہو جائے گی۔

سوال : جس کو زکوٰۃ دی جائے اُسے یہ بتا دینا کہ یہ مالِ زکوٰۃ ہے، ضروری ہے یا نہیں ؟

جواب : یہ ضروری نہیں بلکہ اگر انعام کے نام سے یا کسی غریب کے بچوں کو عیدی کے نام سے دے دو جب بھی زکوٰۃ ادا ہو جائے گی۔

سوال : زرعی زمین یا باغ سے پیداوار پر عُشر ہے، عُشر کے کیا معنٰی ہیں اور اس کی ادائیگی کا کیا طریقہ ہے ؟

جواب : عُشر کے معنٰی ہیں دسواں۔ پیداوار پر جو زکوٰۃ ہوتی ہے اُس کے قاعدے الگ ہیں اور نام بھی الگ ہیں، اگر زمین بارانی ہے یا نہر سے پانی دیا جاتا ہے تو اُس میں عُشر یعنی دسواں حصہ خدا کے نام پر مصارفِ زکوٰۃ میں دیا جائے گا اور ایسی زمین عُشری کہلائے گی اور اگر رَہٹ وغیرہ سے آبپاشی ہوتی ہے تو اُس میں بیسواں حصہ نکالا جائے گا۔

صدقۂ فطر

صدقہ فطر ہر اُس مسلمان پر واجب ہے جس پر زکوٰۃ فرض ہے یا زکوٰۃ تو فرض نہیں لیکن نصاب کے برابر قیمت کا اور کوئی مال اُس کی حاجاتِ اصلیہ سے زائد اُس کے پاس ہے چاہے اُس نے روزے رکھے ہوں یا نہ رکھے ہوں۔

صدقہ فطر نابالغ اولاد کی طرف سے بھی دیا جائے گا، اگر نابالغ اولاد خود مالدار ہو تو باپ کے ذمہ نہیں بلکہ اُن ہی کے مال میں سے باپ اُن کی طرف سے صدقہ ادا کر دے۔

یہ صدقہ عید کے دن صبح صادق ہوتے ہی واجب ہو جاتا ہے، اگر کسی نے عید سے پہلے رمضان میں صدقہ دے دیا تو بھی ادا ہو جائے گا۔

صدقہ فطر فی کس پونے دو سیر (اِحتیاطاً پورے دو سیر) گیہوں یا اُتنے گیہوں کی قیمت دی جائے [1]

صدقہ فطر اُن لوگوں کو دیا جائے جنہیں زکوٰۃ دی جاتی ہے، جنہیں زکوٰۃ نہیں دی جاسکتی اُنہیں صدقہ بھی نہیں دیا جاسکتا۔ ✿ ✿ ✿

---

[1] اِس سال فطرانہ فی کس 100 روپے کے حساب سے دیا جائے۔

قسط : ۴ ، آخری

وضو کے فضائل اور اُس کی برکات

﴿ حضرت مولانا محمد منظور صاحب نعمانیؒ ﴾

✿ ✿ ✿

وضو میں پانی بے ضرورت نہ بہایا جائے :

(۲۸) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ مَرَّ بِسَعْدٍ وَهُوَ يَتَوَضَّأُ فَقَالَ مَا هٰذَا السَّرَفُ يَا سَعْدُ قَالَ اَفِی الْوُضُوْءِ سَرَفٌ ؟ قَالَ وَاِنْ كُنْتَ عَلٰی نَهْرٍ جَارٍ. (احمد و ابن ماجه)

''حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ سعد بن اَبی وقاصؓ وضو کر رہے تھے (اور پانی کے استعمال میں فضول خرچی سے کام لے رہے تھے) رسول اللہ ﷺ ان کے پاس سے گزرے تو آپ نے ان سے فرمایا سعد ! یہ کیسا اسراف ہے ؟ (یعنی پانی بے ضرورت کیوں بہایا جا رہا ہے) انہوں نے عرض کیا حضور! کیا وضو کے پانی میں بھی اسراف ہوتا ہے (یعنی کیا وضو میں پانی زیادہ خرچ کرنا بھی اسراف میں داخل ہے) آپ نے فرمایا ہاں یہ بھی اسراف میں داخل ہے اگرچہ تم کسی جاری نہر کے کنارے ہی پر کیوں نہ ہو۔''

تشریح : اس حدیث سے معلوم ہوا کہ وضو کے آداب میں سے یہ بھی ہے کہ پانی کے استعمال میں اسراف سے کام نہ لیا جائے۔

وضو کے بعد تولیہ یا رُومال کا استعمال :

(۲۹) عَنْ مُّعَاذِ بْنِ جَبَلٍ قَالَ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اِذَا تَوَضَّاَ مَسَحَ وَجْهَهٗ بِطَرْفِ ثَوْبِهٖ. (ترمذی شریف)

''حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ جب آپ وضو فرماتے تو ایک کپڑے کے کنارے سے چہرہ مبارک پونچھ لیتے۔''

تشریح : اس حدیث سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ وضو فرمانے کے بعد اپنے کسی کپڑے (چادر وغیرہ) کے کنارے ہی سے چہرۂ مبارک پونچھ لیتے تھے اور اِمام ترمذیؒ ہی نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ وضو کے بعد اعضاءِ وضو کو پونچھنے کے لیے رسول اللہ ﷺ کے واسطے ایک مستقل کپڑا رہتا تھا جس کو آپ اس کام میں استعمال کرتے تھے، بعض اصحابِ کرامؓ کی روایات میں بھی ایسے کپڑے یا رُومال کا ذکر آیا ہے، اس سلسلہ کی تمام روایات کو سامنے رکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس مقصد کے لیے کوئی مستقل کپڑا رُومال کی طرح کا بھی رہتا تھا اور کبھی کبھی آپ اپنے کسی کپڑے کے کنارے سے بھی یہ کام لیتے تھے واللہ تعالیٰ اعلم۔

ہر وضو کے بعد اللہ تعالیٰ کا کچھ ذکر اور نماز :

(۳۰) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لِبِلَالٍ عِنْدَ صَلٰوةِ الْفَجْرِ حَدِّثْنِیْ بِاَرْجٰی عَمَلٍ عَمِلْتَهٗ فِی الْاِسْلَامِ فَاِنِّیْ سَمِعْتُ دَفَّ نَعْلَیْكَ بَیْنَ یَدَیَّ فِی الْجَنَّةِ قَالَ مَا عَمِلْتُ عَمَلًا اَرْجٰی عِنْدِیْ اَنِّیْ لَمْ اَتَطَهَّرْ طُهُوْرًا فِیْ سَاعَةٍ مِّنْ لَیْلٍ اَوْ نَهَارٍ اِلَّا وَصَلَّیْتُ بِذٰلِكَ الطُّهُوْرِ مَا كُتِبَ لِیْ اَنْ اُصَلِّیَ . (بخاری و مسلم)

''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک فجر کی نماز کے بعد حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے فرمایا تمہیں اپنے جس اسلامی عمل سے سب سے زیادہ اُمید خیر وثواب ہو وہ مجھے بتلاؤ کیونکہ میں نے تمہارے چپلوں کی چاپ جنت میں اپنے آگے آگے سنی ہے۔ (مطلب یہ ہے کہ رات میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ میں جنت میں چل پھر رہا ہوں اور آگے آگے تمہارے قدموں کی آہٹ سن رہا ہوں) تو میں دریافت کرنا چاہتا ہوں کہ یہ تمہارے کس عمل کی

برکت ہے لہٰذا تم مجھے اپنا وہ عمل بتاؤ جس سے تمہیں سب سے زیادہ ثواب اور رحمت کی اُمید ہے۔ بلال ؓ نے عرض کیا کہ مجھے اپنے اعمال میں سب سے زیادہ اُمید اپنے اس عمل سے ہے کہ میں نے رات یا دن کے کسی وقت میں جب بھی وضو کیا ہے تو اُس وضو سے میں نے نماز ضرور ہی پڑھی ہے جتنی نماز کی بھی مجھے اللہ کی طرف اُس وقت توفیق ملی۔''

تشریح : اس حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے قدموں کی آہٹ یا چپلوں کی چاپ جنت میں سننے کی جو اطلاع دی ہے جیسا کہ ترجمہ میں بھی ظاہر کر دیا گیا ہے یہ خواب ۱؎ کا واقعہ ہے اس لیے یہ سوال پیدا ہی نہیں ہوتا کہ بلال ؓ زندگی ہی میں جنت میں کس طرح پہنچ گئے البتہ حضور ﷺ کا خواب میں حضرت بلال ؓ کو جنت میں دیکھنا اور ان کا بیان فرمانا اس بات کی قطعی شہادت ہے کہ حضرت بلال ؓ جنتی ہیں بلکہ درجہ اوّل کے جنتیوں میں ہیں۔

اس حدیث کی رُوح اور اس کا خاص پیغام یہ ہے کہ بندہ اِس کی عادت ڈالے کہ جب بھی وضو کرے اس سے حسبِ توفیق کچھ نماز ضرور پڑھے خواہ فرض ہو خواہ سنت خواہ نفل۔

سونے کے بعد اُٹھ کر ناک جھاڑنا :

(۳۱) وَعَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اِذَا اسْتَیْقَظَ اَحَدُکُمْ مِّنْ مَّنَامِہٖ فَلْیَسْتَنْثِرْ ثَلٰثًا فَاِنَّ الشَّیْطٰنَ یَبِیْتُ عَلٰی خَیْشُوْمِہٖ (متفق علیہ)

''حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جب کوئی نیند سے اُٹھ کر وضو کرنے لگے تو اپنی ناک کو تین بار جھاڑے اس لیے کہ شیطان سو جانے کے بعد سونے والے کی ناک پر رات بھر رہتا ہے۔''

تشریح : انسان جب تک بیدار رہتا ہے تو شیطان انسان کے ہر عضو اور رگ و ریشے میں سرایت کرتا اور اپنے اثرات سے انسانی قلب و جگر کو براہِ راست متاثر کرتا رہتا ہے اور سو جانے کے بعد چونکہ تمام اعضاء میں تعطل آجاتا ہے اور وہ کسی قسم کے اثر کو قبول کرنے کی صلاحیت نہیں رکھتے سوائے

اِس کے کہ سونے والا کوئی خواب دیکھے اور بیدار ہونے کے بعد اُس خواب کا اثر اُس پر قائم رہے، اگر وہ اچھا خواب دیکھے تو اُس پر اثرات اچھے مرتب ہوں گے اور اگر خواب برا ہو تو اُس کے اثرات بھی اُسی قسم کے ہوں گے اس لیے شیطان انسان کی ناک میں بیٹھ کر اچھے خواب کو روکتا اور برے خوابوں کو دماغ میں ڈالتا رہتا ہے، وضو میں ناک صاف کرتے وقت ان شیطانی اثرات کو ختم کیا جاتا ہے اسی لیے ناک کو اُنگلی سے صاف کرنے اور خوب مبالغہ کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔

ناقص وضو پر وعید :

(۳۲) عَنْ عَبْدِاللّٰہِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ رَجَعْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ مِنْ مَّکَّۃَ اِلَی الْمَدِیْنَۃِ حَتّٰی اِذَا کُنَّا بِمَاءٍ بِالطَّرِیْقِ قَوْمٌ عِنْدَ الْعَصْرِ فَتَوَضَّؤُا وَھُمْ عُجَّالٌ فَانْتَھَیْنَا اِلَیْھِمْ وَاَعْقَابُھُمْ تَلُوْحُ لَمْ یَمَسَّھَا الْمَاءُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ وَیْلٌ لِّلْاَعْقَابِ مِنَ النَّارِ اَسْبِغُوا الْوُضُوْءَ . (مسلم شریف)

''حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم ایک دفعہ حضور ﷺ کے ساتھ مکہ سے مدینہ جارہے تھے اور راستے میں ایک ایسی جگہ پر آئے جہاں پانی تھا کچھ لوگ عصر کا وقت ہوجانے پر جلدی جلدی وضو کرنے لگے چنانچہ ہم بھی اُن تک پہنچ گئے اور اُن کی ایڑیاں بالکل خشک تھیں (یہ منظر دیکھ کر نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ خشک ایڑیاں جہنم میں جلائی جائیں گی اس لیے خوب اہتمام سے وضو کیا کرو)۔''

تشریح : چونکہ ایڑیوں کو دھونے کی فرضیت ہاتھ منہ وغیرہ کی طرح ثابت ہے اور لوگ اس میں تساہل اور سستی سے کام لیتے رہتے تھے اس لیے آپ نے تنبیہ فرمائی۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ وضو کرتے وقت بہت دھیان رکھنا چاہیے کہ کہیں کوئی جگہ خشک نہ رہ جائے بہت سے لوگ جھٹ پٹ اور لپ چھپ ایسا وضو کرتے ہیں کہ پانی اچھی طرح نہیں پہنچاتے خصوصاً سردی کے زمانہ میں زیادہ غفلت برتتے ہیں پانی کو تیل کی طرح لگاتے ہیں حالانکہ پانی کا اعضاء پر بہانا ضروری ہے سردی میں خشکی کی وجہ سے پانی جلد نہیں پہنچتا خوب خیال کرو۔

وضو کا شیطان :

(۳۳) عَنْ اُبَیِّ بْنِ کَعْبٍ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ اِنَّ لِلْوُضُوْءِ شَیْطَانًا یُقَالُ لَهٗ اَلْوَلْهَانُ فَاتَّقُوْا وَسْوَاسَ الْمَآءِ (رواہ الترمذی و ابن ماجه)

''حضرت اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ وضو کا ایک شیطان ہے جس کا نام وَلْہَانْ ہے پس تم اُس کے بارے میں وسوسہ ڈالنے والے سے بچو۔''

تشریح : جس طرح دیگر اُمور کے لیے مستقلاً اور جداگانہ شیاطین ہیں اسی طرح وضو کرتے وقت بھی ایک متعین اور مخصوص شیطان ہوتا ہے جس کا کام یہ ہے کہ وہ وضو کرنے والے کو مختلف قسم کے شبہات میں مبتلا کر کے اُس کے وضو کو برباد یا کم اَز کم خلافِ سنت بنانے کی سعی بلیغ کرتا ہے مثلاً کبھی یہ وہم ڈالتا ہے کہ پانی اعضاء پر پہنچا ہے یا نہیں، اسی طرح تین بار اعضاء کو دھونے کے بعد وہم پیدا کرتا ہے کہ ممکن ہے ایک بار دھویا ہو، غرض یہ کہ اس قسم کے اوہام میں مبتلا کر کے وضو کی اصل رُوح کو ختم کر دیتا ہے اس لیے وضو کرتے وقت اس شیطان کے وساوس سے بچنے کے لیے خوب احتیاط کی جائے۔

بعض نواقض وضو :

(۳۴) عَنْ عَلِیِّ بْنِ طَلْقٍ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا فَسَا اَحَدُکُمْ فَلْیَتَوَضَّأْ وَلَا تَأْتُوا النِّسَاءَ فِیْ اَدْبَارِهِنَّ .(الترمذی و ابوداود)

''حضرت علیؓ ابن طلق سے روایت ہے نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جب آہستہ بھی ریح خارج ہو جائے تو وضو کرو اور تم لوگ عورتوں کے پیچھے والے مقام میں خواہش پوری نہ کرو۔''

(۳۵) وَعَنْ عَلِیٍّ قَالَ سَاَلْتُ النَّبِیَّ ﷺ مِنَ الْمَذِیِّ فَقَالَ مِنَ الْمَذِیِّ الْوُضُوْءُ وَمِنَ الْمَنِیِّ الْغُسْلُ . (الترمذی)

''حضرت علی رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے رسولِ اکرم ﷺ سے دریافت کیا

کہ مذی نکلے تو کیا عمل کیا جائے وضو کرے یا غسل کرے ؟ اس کے جواب میں آپ نے ارشاد فرمایا مذی نکلنے سے وضو اور منی نکلنے سے غسل (فرض) ہوجاتا ہے۔''

نفسانی خواہش کے جوش میں منی نکلنے سے پہلے جو سفید گاڑھا مادہ خارج ہوتا ہے اُسے ''مذی'' کہتے ہیں۔

(۳۶) وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍؓ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اِنَّ الْوُضُوْءَ عَلٰی مَنْ نَامَ مُضْطَجِعًا فَاِنَّہٗ اِذَا ضْطَجَعَ اِسْتَرَخَتْ مَفَاصِلُہٗ. (الترمذی و ابوداو،د)

''حضرت ابن عباسؓ کا بیان ہے فرمایا سرورِ عالم ﷺ نے کہ بلاشبہ اُس پر وضو ہے جو لیٹ کر سو گیا کیونکہ جب وہ لیٹا تو اُس کے جسم کے جوڑ ڈھیلے پڑ گئے۔''

تشریح : نیند کو وضو توڑنے والی چیزوں میں اس لیے شمار کیا گیا ہے کہ سونے کی وجہ سے بدن کے جوڑ ڈھیلے پڑ جاتے ہیں اور ہوا نکلنے کا احتمال غالب ہوجاتا ہے ہاں جس نیند سے جوڑ ڈھیلے نہیں ہوتے مثلاً کوئی شخص کھڑے کھڑے یا بیٹھے بیٹھے سو گیا تو اس سے وضو نہیں ٹوٹے گا اور اگر ٹیک لگا کر بیٹھے ہوئے اس طرح سو گیا کہ ٹیک ہٹ جائے تو گر پڑے ایسا ہونا بھی لیٹ کر سونے کے حکم میں ہے اس سے بھی جوڑ ڈھیلے ہوجاتے ہیں اور وضو ٹوٹ جاتا ہے۔

(۳۷) وَعَنْ اَبِیْ ذَرٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اِنَّ الصَّعِیْدَ الطَّیِّبَ وُضُوْءُ الْمُسْلِمِ وَاِن لَّمْ یَجِدِ الْمَاءَ عَشْرَ سِنِیْنَ فَاِذَا وَجَدَ الْمَاءَ فَلْیَمَسَّہٗ بَشْرَتَہٗ فَاِنَّ ذٰلِكَ خَیْرٌ. (احمد والترمذی وابو داو،د)

''رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بے شک پاک مٹی مسلمان کا وضو ہے اگرچہ دس برس پانی نہ پائے۔''

تشریح : اگر پانی نہ ملے تو تیمّم کر کے نماز پڑھتا رہے اور تیمّم کی پاکی غسل اور وضو کی پاکی کے برابر ہے، وضو اور غسل کے تیمّم کا طریقہ ایک ہی ہے اس کے جائز ہونے کی شرطیں فقہ کی کتابوں میں دیکھ لیں۔

مسئلہ : تیمّم کا طریقہ یہ ہے کہ پاک ہونے کی نیت سے پاک مٹی پر ایک مرتبہ دونوں ہاتھ مار کر جھاڑ دیوے پھر دونوں ہاتھوں کو پورے چہرے پر اس طرح ملے کہ پیشانی کے بالوں سے لے کر ٹھوڑی کے نیچے تک اور ایک کان کی لو سے دوسرے کان کی لو تک ذرا بھی جگہ نہ بچے ، اِس کے بعد دوسری مرتبہ مٹی پر ہاتھ مار کر جھاڑ دیوے پھر دونوں ہاتھوں پر دونوں کہنیوں سمیت دونوں ہتھیلیوں کو پھیر دے اور ہتھیلیوں کی پشت پر یہی ہاتھ ملے ایسا کرنے سے تیمّم ہو جاتا ہے۔

مومن کا زیور :

(۳۸) وَعَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ تَبْلُغُ الْحِلْیَۃُ مِنَ الْمُؤْمِنِ حَیْثُ یَبْلُغُ الْوُضُوْءُ . (مسلم شریف)

''حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا کہ جنت میں مومن کا زیور وہاں تک پہنچے گا جہاں تک اُس کے وضو کا پانی پہنچتا ہے۔''

تشریح : وہاں سونے چاندی کی کوئی کمی نہیں زینت کے لیے مرد و عورت سب زیور سے آراستہ ہوں گے اور وہاں سب پر زیور اچھا لگے گا یہ بات وہاں سے متعلق ہے اس لیے یہاں اس عالَم میں بخوبی ہر شخص کی سمجھنے میں آنا دُشوار ہے۔

داہنے کا ہاتھ کا احترام :

(۳۹) عَنْ عَائِشَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھَا قَالَتْ کَانَتْ یَدُ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ اَلْیُمْنٰی لِطُھُوْرِہٖ وَطَعَامِہٖ وَکَانَتْ یَدُہُ الْیُسْرٰی بِخَلَائِہٖ وَمَاکَانَ مِنْ اَذًی. (ابوداوٗد)

''حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا داہنا ہاتھ اس لیے تھا کہ اس کے ذریعے وضو اور غسل میں دوسرے اعضاء پر پانی بہائیں اور اس لیے بھی تھا کہ اس سے کھانا تناول فرمائیں اور بایاں ہاتھ استنجے میں استعمال کرنے کے لیے اور گھن کی چیز دُور کرنے کے لیے تھا۔''

(۴۰) وَعَنْ اَبِیْ قَتَادَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اِذَا شَرِبَ اَحَدُکُمْ فَلَایَتَنَفَّسْ فِی الْاِنَاءِ وَاِذَا اَتَی الْخَلَاءَ فَلَا یَمُسَّ ذَکَرَہٗ بِیَمِیْنِہٖ وَلَایَتَمَسَّحْ بِیَمِیْنِہٖ. (البخاری)

''حضرت ابوقتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب تم (پانی وغیرہ کوئی چیز) پیو تو برتن میں سانس نہ لو، اور جب پاخانہ جاؤ تو داہنے ہاتھ سے شرم کی جگہ کو نہ چھوؤ اور سیدھے ہاتھ سے استنجا نہ کرو۔''

وفیات

گزشتہ ماہ وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے ناظم اعلیٰ حضرت مولانا قاری محمد حنیف صاحب جالندھری کی ہمشیرہ صاحبہ وفات پاگئیں۔

گزشتہ ماہ جامعہ مدنیہ لاہور کے فاضل قاری خوشی محمد صاحب کے صاحبزادے ناگہانی حادثہ میں جاں بحق ہوگئے۔

۱۲ر مئی کو مستونگ بلوچستان میں خودکش حملہ میں پچیس سے زائد افراد شہید ہوگئے جبکہ چالیس سے زائد زخمی ہوئے۔

۱۹ر مئی کو کریم پارک کے نوید حفیظ و فیصل حفیظ صاحبان کی والدہ صاحبہ طویل علالت کے بعد وفات پاگئیں۔

۲۴ر مئی کو مولانا زبیر صاحب کے والد صاحب مختصر علالت کے بعد ایبٹ آباد میں انتقال فرماگئے

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ

اللہ تعالیٰ جملہ مرحومین کی مغفرت فرماکر آخرت کے بلند درجات عطا فرمائے اور اُن کے پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق عطا فرمائے۔ جامعہ مدنیہ جدید اور خانقاہِ حامدیہ میں جملہ مرحومین کے لیے ایصالِ ثواب اور دُعائے مغفرت کرائی گئی اللہ تعالیٰ قبول فرمائے، آمین۔

قسط : ۳

فضیلت کی راتیں

﴿ حضرت مولانا نعیم الدین صاحب، اُستاذ الحدیث جامعہ مدنیہ لاہور ﴾

لیلۃ القدر :

ماہِ رمضان المبارک جو انتہائی بابرکت اور مقدس مہینہ ہے اِس میں ایک رات آتی ہے جسے ''لیلۃ القدر'' کہتے ہیں، یہ رات بڑی عظمت و بزرگی اور خیرات و برکات والی رات ہے، اسی رات میں قرآنِ مجید نازل ہوا اور اسی رات میں آسمان سے زمین پر فرشتے اُترتے ہیں، اسے ہزار مہینوں سے بہتر قرار دیا گیا ہے، کتاب و سنت میں اس کی بڑی فضیلت ذکر کی گئی ہے، اسے اگر ''سَیِّدُ اللَّیَالِیْ'' تمام راتوں کی سردار کہا جائے تو بجا ہے۔

لیلۃ لقدر اُمتِ محمدیہ کو عطا ہوئی ہے پہلی اُمتوں کو نہیں ملی :

جمہور علماءِ اُمت کا موقف یہ ہے کہ ''لیلۃ القدر'' اُمتِ محمدیہ کے ساتھ خاص ہے کسی اور اُمت کو یہ رات عطا نہیں کی گئی، حدیث شریف سے اسی موقف کی تائید ہوتی ہے چنانچہ حضرت انس رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا :

اِنَّ اللّٰہَ وَھَبَ لِاُمَّتِیْ لَیْلَۃَ الْقَدْرِ لَمْ یُعْطِھَا مَنْ کَانَ قَبْلَھُمْ.[1]

''بلا شبہ اللہ تعالیٰ نے لیلۃ القدر میری اُمت ہی کو عطا کی ہے ان سے پہلے کسی اُمت کو یہ نہیں ملی۔''

اس اُمت کو لیلۃ القدر ملنے کا کیا سبب ہوا ؟

اس اُمت کو یہ مبارک شب کیوں عطا ہوئی ؟ مفسرین نے اس سلسلہ میں بہت سے واقعات ذکر فرمائے ہیں ہم اُن میں سے چند ایک ذکر کرتے ہیں :

[1] الدرالمنثور فی التفسیر بالماثور ج ٦ ص ۳۷۱ ، کنزالعمال ج ۸ ص ۵۳٦

مَالِكٌ اَنَّهٗ سَمِعَ مَنْ يَّثِقُ بِهٖ مِنْ اَهْلِ الْعِلْمِ يَقُوْلُ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اُرٰی اَعْمَارَا النَّاسِ قَبْلَهٗ اَوْمَاشَاءَ اللّٰهِ مِنْ ذٰلِكَ فَكَاَنَّهٗ تَقَاصَرَ اَعْمَارَ اُمَّتِهٖ عَنْ اَنْ لَّا يَبْلُغُوْا مِنَ الْعَمَلِ مِثْلَ الَّذِىْ بَلَغَ غَيْرُهُمْ فِىْ طُوْلِ الْعُمْرِ فَاَعْطَاءُ اللّٰهُ لَيْلَةَ الْقَدْرِ خَيْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَهْرٍ. (موطا امام مالكؒ ص ۲۶۰)

''حضرت امام مالک رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ انہوں نے ایک ثقہ ومعتبر عالم سے یہ بات سنی کہ رسول اللہ ﷺ کو اگلے لوگوں کی عمریں بتلائی گئیں جتنا اللہ کو منظور تھا تو آپ نے اپنی اُمت کی عمروں کو کم سمجھا اور یہ خیال کیا کہ میری اُمت کے لوگ (اتنی سی عمر میں) ان کے برابر عمل نہ کرسکیں گے تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو لیلۃ القدر عطا فرمائی جو ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔''

لیلۃ القدر کی فضیلت :

لیلۃ القدر کی فضیلت کا اس سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ قرآنِ پاک میں پوری ایک سورت اس کے بارے میں نازل ہوئی ہے جسے ''سورۃ القدر'' کہتے ہیں حصولِ برکت کے لیے وہ سورت ذکر کی جاتی ہے :

﴿اِنَّا اَنْزَلْنٰهُ فِىْ لَيْلَةِ الْقَدْرِ o وَمَا اَدْرٰكَ مَا لَيْلَةُ الْقَدْرِ o لَيْلَةُ الْقَدْرِ خَيْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَهْرٍ o تَنَزَّلُ الْمَلٰئِكَةُ وَالرُّوْحُ فِيْهَا بِاِذْنِ رَبِّهِمْ مِّنْ كُلِّ اَمْرٍo سَلَامٌ قف هِىَ حَتّٰى مَطْلَعِ الْفَجْرِ﴾

''بیشک ہم نے قرآن (پاک) کو شبِ قدر میں اُتارا ہے، آپ کو معلوم ہے کہ شبِ قدر کیسی چیز ہے ؟ شبِ قدر ہزار مہینوں سے بہتر ہے، اِس رات میں فرشتے اور روح القدس اپنے پروردگار کے حکم سے ہر اَمرِ خیر کو لے کر اُترتے ہیں (وہ شب) سراپا سلام ہے، وہ شبِ قدر طلوعِ فجر تک رہتی ہے۔''

یہ سورت مکہ مکرمہ نازل ہوئی ہے اس میں پانچ آیات ہیں اور یہ تیس کلمات اور ایک سو اِکیس

حروف پر مشتمل ہے، اس سورت میں ''لیلۃ القدر'' کی چار خصوصیات ذکر کی گئی ہیں (۱) اس رات میں قرآن نازل ہوا (۲) اس رات میں فرشتے اُترتے ہیں (۳) یہ رات ہزار مہینوں سے افضل و بہتر ہے (۴) اس رات میں صبح صادق تک خیر و برکت امن و سلامتی کی بارش ہوتی رہتی ہے، ان خصوصیات کی کچھ مختصر تفصیل ذکر کی جاتی ہے۔

لیلۃ القدر میں قرآنِ پاک کا نزول :

اس رات میں نزولِ قرآن سے جو اِسے اہمیت حاصل ہوئی ہے وہ محتاجِ بیان نہیں ہے، اگر اس کی اور کچھ خصوصیات نہ بھی ہوتیں تو اِس کی فضیلت کے لیے یہی ایک خصوصیت کافی تھی۔

لیلۃ القدر میں فرشتوں کا نزول :

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا كَانَ لَيْلَةُ الْقَدْرِ نَزَلَ جِبْرِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامِ فِىْ كُبْكُبَةٍ مِنَ الْمَلٰئِكَةِ يُصَلُّوْنَ عَلٰى كُلِّ عَبْدٍ قَائِمٍ اَوْ قَاعِدٍ يَذْكُرُ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ فَاِذَا كَانَ يَوْمُ عِيْدِهِمْ يَعْنِىْ يَوْمَ فِطْرِهِمْ بَاهٰى بِهِمْ مَلٰئِكَتَهٗ فَقَالَ : يَا مَلٰئِكَتِىْ مَاجَزَاءُ اَجِيْرٍ وَفّٰى عَمَلَهٗ قَالُوْا: رَبَّنَا جَزَاؤُهٗ اَنْ يُّوَفّٰى اَجْرَهٗ قَالَ : يَا مَلٰئِكَتِىْ عَبِيْدِىْ وَاِمَائِىْ قَضَوْا فَرِيْضَتِىْ عَلَيْهِمْ ثُمَّ خَرَجُوْا يَعُجُّوْنَ اِلَىَّ بِالدُّعَاءِ وَعِزَّتِىْ وَجَلَالِىْ وَكَرَمِىْ وَعُلُوِّىْ وَارْتِفَاعِ مَكَانِىْ لَاُجِيْبَنَّهُمْ فَيَقُوْلُ ارْجِعُوْا فَقَدْ غَفَرْتُ لَكُمْ وَبَدَّلْتُ سَيِّاٰتِكُمْ حَسَنَاتٍ قَالَ : فَيَرْجِعُوْنَ مَغْفُوْرًا لَّهُمْ.[۱]

''حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب شبِ قدر ہوتی ہے تو جبرائیل علیہ السلام فرشتوں کے جھرمٹ میں نازل ہوتے ہیں اور ہر اُس بندے کے لیے دعائے رحمت کرتے ہیں جو کھڑا یا بیٹھا اللہ کے ذکر و عبادت میں مشغول ہوتا ہے اور جب عید الفطر کا دن ہوتا ہے تو حق تعالیٰ جل شانہٗ اپنے فرشتوں کے سامنے بندہ کی عبادت پر فخر فرماتے ہیں

[۱] شعب الایمان للبیھقی ج ۳ ص ۳۴۳ ، مشکوۃ ص ۱۸۲

(اس لیے کہ انہوں نے آدمیوں پر طعن کیا تھا) اور ان سے دریافت فرماتے ہیں کہ اے فرشتو ! اُس مزدور کا جو اپنی خدمت پوری پوری ادا کردے کیا بدلہ ہے ؟ وہ عرض کرتے ہیں کہ اے ہمارے رب اس کا بدلہ یہی ہے کہ اس کی اُجرت پوری دے دی جائے ، تو ارشاد ہوتا ہے کہ فرشتو میرے غلاموں نے اور باندیوں نے میرے فریضہ کو پورا کردیا پھر دعا کے ساتھ چلاتے ہوئے (عید گاہ کی طرف) نکلے ہیں، میری عزت کی قسم میرے جلال کی قسم میری بخشش کی قسم میرے علوِ شان کی قسم میرے بلندیِ مرتبہ کی قسم میں اِن لوگوں کی دعا ضرور قبول کروں گا پھر ان لوگوں کو خطاب فرما کر ارشاد ہوتا ہے کہ جاؤ تمہارے گناہ معاف کردیے ہیں اور تمہاری برائیوں کو نیکیوں سے بدل دیا ہے، پس یہ لوگ عید گاہ سے ایسے حال میں لوٹتے ہیں کہ ان کے گناہ معاف ہو چکے ہوتے ہیں۔''

اس کے علاوہ بھی متعدد احادیث میں شبِ قدر کے اندر فرشتوں کے زمین پر اُترنے کے بارے میں تفصیل آئی ہے بعض احادیث سے مفہوم ہوتا ہے کہ جبریل علیہ السلام اِس شب میں عبادت کرنے والوں سے مصافحہ کرتے ہیں جس کی نشانی یہ ہوتی ہے کہ بدن کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں دل میں رِقت پیدا ہو جاتی ہے اور آنکھوں سے آنسو جاری ہو جاتے ہیں۔

لیلۃ القدر میں صبح صادق تک خیر و برکت اور امن و سلامتی کا ہونا :

اللہ تعالیٰ نے لیلۃ القدر کے بارے میں فرمایا ہے سَلٰمٌ وہ شب سراپا سلام ہے، اس کے مفسرین نے بہت سے مطلب بیان کیے ہیں :

☆ ایک یہ کہ فرشتے ابتداءِ رات سے لے کر صبح صادق تک فوج درفوج آسمان سے زمین پر اُترتے رہتے ہیں اور شب بیداروں اور عبادت گزاروں کو سلام کرتے ہیں، یہ مطلب حضرت امام شعبیؒ نے بیان فرمایا ہے، فرشتوں کے سلام کو معمولی نہیں سمجھنا چاہیے بلکہ اس میں اُمتِ محمدیہ کی بڑی فضیلت کا اظہار ہوتا ہے کیونکہ پہلے فرشتے صرف انبیاء پر اُترتے تھے وحی لے کر اور اب اُمتِ محمدیہ پر

اُترتے ہیں سلام و دعا کرنے کے لیے۔

☆ دوسرا یہ کہ یہ رات شرور و آفات سے محفوظ و سلامت رہتی ہے فرشتے اس میں خیرات و برکات اور سعادتیں لے کر اُترتے ہیں کسی تکلیف دہ چیز کو لے کر نہیں اُترتے۔

☆ تیسرا یہ کہ یہ رات تیز آندھیوں، بجلیوں اور کڑک سے سلامتی والی ہے یعنی یہ چیزیں اس میں نہیں ہوتیں، یہ مطلب ابو مسلمؒ نے بیان فرمایا ہے۔

☆ چوتھا یہ کہ یہ رات شیطان کے شر سے سلامت ہے یعنی اس رات شیطان کسی قسم کی برائی اور ایذ رسانی نہیں کرسکتا، یہ مطلب حضرت مجاہد تابعیؒ نے بیان فرمایا ہے۔[۱]

لیلۃ القدر میں عبادت کرنے سے اگلے پچھلے سب گناہ معاف ہوجاتے ہیں :

عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ اَنَّہٗ سَأَلَ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ عَنْ لَیْلَةَ الْقَدْرِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ فِیْ رَمَضَانَ فَالْتَمِسُوْھَا فِی الْعَشْرِ الْاَوَاخِرِ فَاِنَّھَا فِیْ وِتْرٍ فِیْ اِحْدٰی وَعِشْرِیْنَ اَوْثَلَاثٍ وَّعِشْرِیْنَ اَوْخَمْسٍ وَّعِشْرِیْنَ اَوْسَبْعٍ وَّعِشْرِیْنَ اَوْ تِسْعٍ وَّعِشْرِیْنَ اَوْفِیْ آخِرِ لَیْلَةٍ فَمَنْ قَامَھَا اِبْتِغَاءَ ھَا اِیْمَانًا وَّاحْتِسَابًا ثُمَّ وُفِّقَتْ لَہٗ غُفِرَلَہٗ مَاتَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِہٖ وَمَا تَاَخَّرَ.[۲]

''حضرت عبادہ بن صامتؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے لیلۃ القدر کے بارے میں سوال کیا تو آپ نے فرمایا وہ رمضان میں ہوتی ہے تم اسے رمضان کے آخری عشرے میں تلاش کرو، وہ طاق راتوں میں ہوتی ہے ۲۱ میں یا ۲۳ میں یا ۲۵ میں یا ۲۷ میں یا ۲۹ میں یا آخری شب میں، جو شخص اس شب میں اس کی جستجو میں کھڑا ہوتا ہے ایمان کے ساتھ اور ثواب کی نیت سے پھر اُسے وہ نصیب بھی ہوجاتی ہے تو اُسکے اگلے پچھلے سارے گناہ معاف کردیے جاتے ہیں۔''

---

[۱] تفصیل کے لیے دیکھیے : تفسیرِ کبیر ج ۳۲ ص ۳۶ ، فضائل الاقات للامام البیھقی ص ۲۵۵ و ۲۵۶ شعب الایمان ج ۳ ص ۳۳۸ [۲] مُسند احمد ج ۵ ص ۳۱۸ ، مجمع الزوائد ج ۳ ص ۱۷۵

لیلۃ القدر میں شب بیداری کیسے کی جائے ؟

شب قدر میں بھی شب بیداری کے لیے کوئی خاص طریقہ اور کوئی خاص عبادت مقرر نہیں ہے، اپنے طبعی نشاط کے ساتھ جس طرح بھی خدا کو یاد کرسکیں، کریں۔

حضرت مولانا مفتی عبدالشکور صاحب رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں :

''مناسب ہے کہ جتنی دیر جاگنا چاہے اُس کے تین حصے کرلے، ایک حصہ میں نوافل پڑھے اور ایک حصہ میں تلاوت کلام اللہ کے اندر مشغول رہے اور تیسرا حصہ استغفار، درود شریف، دعا وغیرہ ذکر اللہ میں گزادے (اللہ تعالیٰ کے ارشاد) ﴿ اُتْلُ مَآ اُوْحِیَ اِلَیْکَ مِنَ الْکِتَابِ وَاَقِمِ الصَّلٰوۃَ اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْکَرِ وَلَذِکْرُ اللّٰہِ اَکْبَرُ﴾ (جو کتاب آپ پر وحی کی گئی ہے آپ اُس کو پڑھا کیجئے، نماز کی پابندی رکھیے بیشک نماز بے حیائی اور ناشائستہ کاموں سے روکتی رہتی ہے اور اللہ کی یاد بہت بڑی چیز ہے) میں اِن ہی تین عبادتوں نماز اور تلاوتِ کلام اللہ اور ذکر اللہ کو ایک جگہ جمع فرمادیا گیا ہے۔''[۱]

لیلۃ القدر کی خاص دعا :

عَنْ عَائِشَۃَ قَالَتْ قُلْتُ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ اَرَاَیْتَ اِنْ عَلِمْتُ اَیَّ لَیْلَۃٍ لَیْلَۃُ الْقَدْرِ مَا اَقُوْلُ فِیْھَا قَالَ قُوْلِیْ اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّیْ.[۲]

''حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کہ مجھے بتائیے اگر مجھے معلوم ہوجائے کہ کون سی رات شبِ قدر ہے تو میں اُس رات اللہ سے کیا عرض کروں اور کیا دعا مانگوں؟ آپ نے فرمایا یہ عرض کرو اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّیْ اے اللہ تو بہت معاف فرمانے والا ہے اور بڑا کرم فرما ہے اور معاف کردینا تجھے پسند ہے پس تو میری خطائیں معاف فرمادے۔''

---

[۱] بارہ مہینوں کے فضائل واحکام ص ۲۱۶ [۲] ترمذی ج ۲ ص ۱۹۱ ، ابن ماجہ ص ۲۸۲ ، مسند احمد ج ۶ ص ۱۷۱

لیلۃ القدر کن راتوں میں ہوتی ہے ؟

لیلۃ القدر کن راتوں میں ہوتی ہے اللہ تعالیٰ نے اِس امر کو مخفی رکھا ہے، آنحضرت ﷺ نے بھی اس کی کوئی مستقل تعیین نہیں فرمائی اس لیے اس شب کی تعیین میں علماء کے مختلف اقوال پائے جاتے ہیں :

(۱) امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا مشہور قول یہ ہے کہ یہ تمام سال میں دائر رہتی ہے۔

(۲) حضرت قاضی ابو یوسف اور امام محمد رحمہما اللہ کا قول یہ ہے کہ تمام رمضان کی کسی ایک رات میں ہے جو متعین ہے مگر معلوم نہیں۔

(۳) شافعیہ کا راجح قول یہ ہے کہ اکیسویں شب میں ہونا اقرب ہے۔

(۴) حضرت امام مالک و امام احمد بن حنبل رحمہما اللہ کا قول یہ ہے کہ رمضان کے آخری عشرہ کی طاق راتوں میں دائر رہتی ہے، کسی سال کسی رات میں اور کسی سال کسی دوسری رات میں۔

عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ قَالَ تَحَرَّوْا لَیْلَةَ الْقَدْرِ فِی الْوِتْرِ مِنَ الْعَشْرِ الْاَوَاخِرِ مِنْ رَمَضَانَ.[۱]

''حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا شبِ قدر کو تلاش کرو رمضان کی آخری دس راتوں میں سے طاق راتوں میں۔''

جمہور علماء کے نزدیک آخری عشرہ اکیسویں رات سے شروع ہوتا ہے، عام ہے کہ مہینہ اُنتیس کا ہو یا تیس کا اس حساب سے حدیثِ بالا کے مطابق شبِ قدر کی تلاش ۲۱، ۲۳، ۲۵، ۲۷، ۲۹ ویں راتوں میں کرنا چاہیے۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَجُلًا مِنْ اَصْحَابِ النَّبِیِّ ﷺ اُرُوْا لَیْلَةَ الْقَدْرِ فِی الْمَنَامِ فِی السَّبْعِ الْاَوَاخِرِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اَرٰی رُؤْیَاکُمْ قَدْ تَوَاطَاَتْ فِی السَّبْعِ الْاَوَاخِرِ فَمَنْ کَانَ مُتَحَرِّیْھَا فَلْیَتَحَرَّھَا فِی السَّبْعِ الْاَوَاخِرِ.[۲]

---

[۱] بخاری شریف ج ۱ ص ۲۷۰ ، مسند احمد ج ۶ ص ۷۳ ، سُنن کبرٰی للبیھقیؒ ج ۴ ص ۳۰۸

[۲] بخاری ج ۱ ص ۲۷۰ ، مسلم ج ۱ ص ۳۶۹

''حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ بہت سے صحابہ کرام کو خواب میں شب ِ قدر (رمضان کی) آخری سات راتوں میں دکھلائی گئی چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں دیکھ رہا ہوں کہ تمہارے سب کے خواب آخری سات راتوں پر متفق ہیں لہٰذا جو شخص شب ِ قدر پانا چاہے تو وہ اسے آخری سات راتوں میں تلاش کرے۔''

اس حدیث میں یہ احتمال بھی ہے کہ آخری سات راتوں سے وہ راتیں مراد ہوں جو بیس کے فورًا بعد ہیں یعنی اکیسویں شب سے ستائیویں شب تک، یا سب سے آخری سات راتیں مراد ہوں یعنی تیئسویں شب سے اُنتیسویں شب تک۔

عَنْ زِرِّبْنِ حُبَیْشٍ یَّقُوْلُ سَاَلْتُ اُبَیَّ بْنَ کَعْبٍ فَقُلْتُ اِنَّ اَخَاكَ ابْنَ مَسْعُوْدٍ یَّقُوْلُ مَنْ یَقُمِ الْحَوْلَ یُصِبْ لَیْلَةَ الْقَدْرِ فَقَالَ رَحِمَهُ اللّٰهُ اَرَادَ اَنْ لَّا یَتَّکِلَّ النَّاسُ اَمَا اَنَّهٗ قَدْ عَلِمَ اَنَّهَافِیْ رَمَضَانَ وَاَنَّهَا فِی الْعَشْرِ الْاَوَاخِرِ وَاَنَّهَا لَیْلَةُ سَبْعٍ وَّعِشْرِیْنَ ثُمَّ حَلَفَ لَا یَسْتَثْنِیْ اَنَّهَا لَیْلَةُ سَبْعٍ وَّعِشْرِیْنَ فَقُلْتُ بِاَیِّ شَیْئٍ تَقُوْلُ ذَالِكَ یَااَبَاالْمُنْذِرِ قَالَ بِالْعَلَامَةِ اَوْبِالْآیَةِ الَّتِیْ اَخْبَرَنَارَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَنَّهَا تَطْلُعُ یَوْمَئِذٍ لَا شُعَاعَ لَهَا.[1]

''حضرت زر بن حُبیش (جو اکابر تابعین میں سے ہیں) بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا کہ آپ کے دینی بھائی عبد اللہ بن مسعودؓ کہتے ہیں کہ جو کوئی پورے سال کی راتوں میں کھڑا ہوگا (یعنی ہر رات عبادت کیا کرے گا) اُس کو شب ِ قدر نصیب ہو ہی جائے گی (یعنی لیلۃ القدر سال کی کوئی نہ کوئی رات ہوتی ہے پس جو اِس کی برکات کا طالب ہو اُسے چاہیے کہ

---

[1] مسلم ج ۱ ص ۳۷۰ ، ترمذی ج ۱ ص ۱۶۴ ، ابو داوٗد ج ۱ ص ۱۹۵ ، مسند حمیدی ج ۱ ص ۱۸۵ صحیح ابن حبان صحیح بن خزیمہ ج ۳ ص ۳۲۱ ، سُنن کبرٰی للبیھقی ج ۲ ص ۳۱۲ شعب الایمان للبیھقی ج۳ص ۳۳۰ ، فضائل الاوقات ص ۲۳۸

سال کی ہر رات کو عبادت سے معمور کرے اس طرح وہ یقینی طور پر شب قدر کی برکات پا سکے گا، زربن حُبیشؒ نے حضرت ابن مسعودؓ کی یہ بات نقل کر کے حضرت اُبی بن کعبؓ سے دریافت کیا کہ آپ کا اس بارے میں کیا ارشاد ہے) انہوں نے فرمایا کہ بھائی ابن مسعودؓ پر خدا کی رحمت ہو اُن کا مقصد اس بات سے یہ تھا کہ لوگ (کسی ایک رات کی عبادت پر) قناعت نہ کرلیں، ورنہ اُن کو یہ بات یقیناً معلوم تھی کہ شبِ قدر رمضان ہی کے مہینہ میں ہوتی ہے اور اس کے بھی خاص آخری عشرہ ہی میں ہوتی ہے اور وہ متعین طور پر ستائیسویں شب ہے، پھر انہوں نے پوری قطعیت کے ساتھ قسم کھا کر کہا کہ وہ بلاشبہ ستائیسویں شب ہی ہوتی ہے (اور اپنے یقین و اطمینان کے اظہار کے لیے قسم کے ساتھ) انشاء اللہ بھی نہیں کہا، زربن حبیشؒ کہتے ہیں میں نے عرض کیا کہ اے ابوالمنذر ر یہ حضرت اُبیؓ کی کنیت ہے یہ آپ کس بناء پر فرماتے ہیں ؟ انہوں نے فرمایا کہ میں یہ بات اس نشانی کی بناء پر کہتا ہوں جس کی رسول اللہ ﷺ نے ہم کو خبر دی تھی اور وہ یہ کہ شبِ قدر کی صبح کو جب سورج نکلتا ہے تو اُس کی شعاع نہیں ہوتی۔''

ان تمام روایات سے یہ نتیجہ حاصل ہوتا ہے کہ اوّل تو ہمیں سارے رمضان کی راتوں میں اللہ کی اطاعت وعبادت میں لگے رہنا چاہیے، اگر یہ مشکل ہو تو آخری عشرے کی طاق راتوں میں شبِ قدر کی جستجو کرنی چاہیے، اگر یہ بھی دشوار ہو تو آخری درجہ یہ ہے کہ کم از کم ستائیسویں شب کو تو غنیمتِ باردہ سمجھتے ہوئے ضرور ہی اس کی جستجو میں لگنا چاہیے، حقیقت یہ ہے کہ یہ ایک بڑی دولت ہے جس کا حصول بہت بڑی سعادت ہے جس کے مقابلہ میں دنیا بھر کی نعمتیں اور راحتیں ہیچ ہیں اور اس سے محرومی بڑی شقاوت اور بدنصیبی کی بات ہے۔

شبِ قدر سے محرومی بڑی محرومی ہے :

حضور علیہ الصلٰوۃ والسلام کا ارشاد ہے :

اِنَّ ھٰذَا الشَّھْرَ قَدْ حَضَرَکُمْ وَفِیْہِ لَیْلَۃٌ خَیْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَھْرٍ مَنْ حَرُمَھَا فَقَدْ حَرُمَ الْخَیْرَ کُلَّہٗ وَلَا یَحْرُمُ خَیْرَھَا اِلَّا مَحْرُوْمٌ. (ابن ماجہ ص ١٢٠)

''تمہارے اُوپر ایک مہینہ آیا ہے جس میں ایک رات ہے جو ہزار مہینوں سے افضل ہے جو شخص اس رات سے محروم رہ گیا گویا وہ ساری ہی خیر سے محروم رہ گیا اور اس کی بھلائی سے محروم نہیں رہتا مگر وہ شخص جو حقیقۃً محروم ہی ہے۔''

اس لیے ضرور اس کی جستجو میں رہنا چاہیے اور کوشش کرنی چاہیے کہ ان راتوں میں مغرب عشاء اور فجر کی نماز ضرور جماعت کے ساتھ پڑھی جائے ، بعض احادیث سے مفہوم ہوتا ہے کہ جو شخص ان راتوں میں مغرب عشاء اور فجر جماعت کے ساتھ پڑھے اُسے شبِ قدر سے کسی قدر حصہ مل جاتا ہے چنانچہ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی علیہ الصلٰوۃ والسلام نے فرمایا :

مَنْ صَلَّی الْمَغْرِبَ وَالْعِشَاءَ فِیْ جَمَاعَۃٍ حَتّٰی یَنْقَضِیَ شَھْرُ رَمَضَانَ فَقَدْ اَصَابَ لَیْلَۃَ الْقَدْرِ بِحَظٍّ وَافِرٍ۔[1]

''جس شخص نے سارے رمضان مغرب اور عشاء جماعت کے ساتھ پڑھی اُس نے شب کا معتد بہ حصہ پالیا۔''

مَنْ صَلَّی الْعِشَاءَ الْاٰخِرَۃَ فِیْ جَمَاعَۃٍ فِیْ رَمَضَانَ فَقَدْ اَدْرَکَ لَیْلَۃَ الْقَدْرِ.[2]

''جس نے سارے رمضان المبارک میں عشاء کی نماز جماعت کے ساتھ پڑھی اُس نے لیلۃ القدر کو پالیا۔''

لیلۃ القدر کی علامات :

احادیثِ مبارکہ میں لیلۃ القدر کی کچھ علامات ذکر کی گئی ہیں چند ایک یہاں ذکر کی جاتی ہیں۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے لیلۃ القدر کے بارے میں فرمایا :

---

[1] فضائل الاوقات ص٢٦٠ ، شعب الایمان ج ٣ ص ٣٤٠

[2] فضائل الاوقات ص٢٦١ ، شعب الایمان ج ٣ ص ٣٤٠

لَیْلَۃٌ سَمْحَۃٌ طَلِقَۃٌ لَاحَارَّۃٌ وَّلَا بَارِدَۃٌ تُصْبِحُ شَمْسُھَا صَبِیْحَھَا ضَعِیْفَۃً حَمْرَاءُ . [1]

''یہ ایک نرم، چمکدار رات ہے، نہ گرم نہ سرد، اس کی صبح سورج کمزور اور سرخ طلوع ہوتا ہے۔''

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے شبِ قدر سے متعلق ارشاد فرمایا :

وَمِنْ اَمَارَاتِھَا اَنَّھَا لَیْلَۃٌ بُلْجَۃٌ صَافِیَۃٌ سَاکِنَۃٌ لَاحَارَّۃٌ وَّلَابَارِدَۃٌ کَاَنَّ فِیْھَا قَمَرًا وَاَنَّ الشَّمْسَ تَطْلُعُ فِیْ صَبِیْحَتِھَا مُسْتَوِیَۃٌ لَاشُعَاعَ لَھَا . [2]

''اس رات کی علامتوں میں سے یہ ہے کہ وہ چمکدار کھلی ہوئی ہوتی ہے صاف وشفاف معتدل ہوتی ہے، نہ گرم نہ سرد گویا کہ اس میں چاند کھلا ہوا ہے اور اس کے بعد کی صبح کو سورج بغیر شعاع کے طلوع ہوتا ہے بالکل ہموار ٹکیہ کی طرح۔''

خلاصۂ کلام یہ ہے کہ لیلۃ القدر اپنی گوناگوں خصوصیات کی بنا پر ایک انتہائی بابرکت رات ہے اس رات کو غنیمت جانتے ہوئے جس طرح بھی بن پڑے مولائے کریم کو منانے کی فکر کرنی چاہیے اپنے گناہوں کی معافی مانگنی چاہیے اور ایسا طرز ہرگز اختیار نہ کرنا چاہیے جس سے اس کی بے وقعتی اور لاپرواہی جھلکتی ہو، اس سے محرومی بہت بڑی سعادت اور خیر سے محرومی ہے۔

شبِ قدر میں کی جانے والی منکرات :

پیچھے ہم شبِ معراج اور شبِ براءت کے تحت ان راتوں میں کی جانے والی بہت سی بدعات ورسومات ذکر کر آئے ہیں بدقسمتی سے کچھ منکرات ورسومات اس رات میں بھی کی جاتی ہیں ہمیں ان سے حتی الوسع پرہیز کرنا چاہیے۔

(۱) اس شب میں بھی مسجدوں میں چراغاں کیا جاتا ہے یہ اسراف میں داخل ہونے کی وجہ

---

[1] شعب الایمان للبیھقی ج ۳ ص ۲۴۰ ، ابن خزیمہ ج ۳ ص ۳۳۱

[2] مسنداحمد ج ۵ ص ۳۲۴ ، مجمع الزوائد ج ۳ ص ۱۷۵

سے ناجائز ہے۔

(۲) بہت سے لوگ اس شب میں صلوۃ التسبیح جماعت کے ساتھ پڑھتے ہیں یہ صحیح نہیں کیونکہ نفلوں کی جماعت کو فقہاء نے مکروہ قرار دیا ہے اگر کسی نے صلوۃ التسبیح پڑھنی ہو تو ضرور پڑھے لیکن تنہاء۔

(۳) آج کل بہت سی مسجدوں میں یہ اعلان کیا جاتا ہے کہ ستائیسویں شب کو اجتماعی دعا ہوگی سب لوگ اس میں شریک ہوں چنانچہ اس شب کو بڑے اہتمام سے دعا کی جاتی ہے اور دُور دُور سے لوگ اس میں شرکت کے لیے آتے ہیں، اسلاف اور اکابر سے اس کا کوئی ثبوت نہیں ہے کہیں ایسا نہ ہو کہ بجائے دعا قبول ہونے کے بدعت کا گناہ ہو لہٰذا اِس طریقے سے بچنا ہی بہتر ہے وَمَا عَلَیْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِیْنُ

قارئین انوارِ مدینہ کی خدمت میں اپیل

ماہنامہ انوارِ مدینہ کے ممبر حضرات جن کو مستقل طور پر رسالہ اِرسال کیا جارہا ہے لیکن عرصہ سے اُن کے واجبات موصول نہیں ہوئے اُن کی خدمت میں گزارش ہے کہ انوارِ مدینہ ایک دینی رسالہ ہے جو ایک دینی اِدارہ سے وابستہ ہے اِس کا فائدہ طرفین کا فائدہ ہے اور اِس کا نقصان طرفین کا نقصان ہے اس لیے آپ سے گزارش ہے کہ اس رسالہ کی سرپرستی فرماتے ہوئے اپنا چندہ بھی اِرسال فرمادیں اور دیگر اَحباب کو بھی اِس کی خریداری کی طرف متوجہ فرمائیں تاکہ جہاں اس سے اِدارہ کو فائدہ ہو وہاں آپ کے لیے بھی صدقہ جاریہ بن سکے۔ (اِدارہ)

فقہ المعاملات کو اپنی محنت کا میدان بنائیے

NAAFEY
Developing Shariah Solutions

CERAAT
CENTER FOR EDUCATION, RESEARCH ANALYSIS, ACCREDITATION AND TRAINING

"نافع" میں مفتیان کرام کی ضرورت

نافع کا تعارف

- نافع پچھلے نو سال سے شعبہ معاملات میں اعلائے کلمۃ اللہ کے لیے سرگرم عمل ہے۔
- نافع کی نظریاتی بنیادوں اور طریقہ کار کو پاک و ہند کے نامور علماء اور مفتی حضرات کی تائید حاصل ہے۔
- نافع ۵۰ سے زائد اداروں کو خدمات فراہم کر چکا ہے۔
- نافع سے تربیت حاصل کرنے والے تجربہ کار مفتی حضرات متعدد کمپنیوں میں شریعہ کمپلائنس کی ذمہ داری ادا کر رہے ہیں۔

نافع میں شمولیت سے آپ مندرجہ ذیل فوائد حاصل کر سکتے ہیں

- کاروباری اداروں اور تجارتی مراکز تک رسائی کے ذریعہ فقہ الواقع کا علم اور فقہ الشرع کی عملی تطبیق۔
- مختلف قسم کے کاروباری اداروں کے شرعی تجزیہ (Shariah Analysis) کے ذریعے مارکیٹ کے عرف سے روشنائی اور خود اعتمادی میں اضافہ۔
- کارپوریٹ سیکٹر میں مطلوبہ صلاحیتوں (Skills) کا ماہرین فنون کی سرپرستی میں حصول مثلاً اکاؤنٹس، کمپیوٹر، کارپوریٹ لاء، مینجمنٹ اسکلز وغیرہ۔
- معاملات میں معاصر عرب علماء کی فقہی تحقیق سے استفادہ کی سہولت اور علمی ترقی۔
مستقبل میں کاروباری اداروں میں بحیثیت شرعی مشیر کی خدمات کے مواقع۔

معقول وظیفہ

درج ذیل کوائف کے حامل افراد درخواست دے سکتے ہیں

- درس نظامی مع تخصص فی الافتاء۔
- انگریزی سے مناسبت۔

حتمی تقرری بذریعہ ٹیسٹ اور انٹرویو ہوگی۔

محدود نشستوں کی وجہ سے پہلے آنے والے حضرات کو ترجیح دی جائے گی اس لیے جلد رابطہ فرمائیں۔

اپنے کوائف پر مشتمل درخواستیں درج ذیل پتہ پر ارسال فرمائیں اور کسی اہم موضوع پر تحقیقی فتویٰ یا مقالہ یا مضمون لکھا ہو تو وہ بھی ارسال فرمائیں۔

نافع: 5-L گلبرگ II، لاہور۔ موبائل: 0322-4456244
ای میل: naafey@gmail.com ویب سائٹ: www.naafey.com

جامعہ مدنیہ جدید و مسجد حامدؒ

کی تعمیر میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیجیے

بانئ جامعہ حضرت اَقدس مولانا سیّد حامد میاں صاحب رحمہ اللہ نے جامعہ مدنیہ کی وسیع پیمانے پر ترقی کے لیے محمد آباد موضع پاجیاں (رائیونڈ روڈ لاہور نزد چوک تبلیغی جلسہ گاہ) پر برلبِ سڑک جامعہ اور خانقاہ کے لیے تقریباً چوبیس ایکڑ رقبہ ۱۹۸۱ء میں خرید کیا تھا جہاں الحمد للہ تعلیم اور تعمیر دونوں کام بڑے پیمانہ پر جاری ہیں۔ جامعہ اور مسجد کی تکمیل محض اللہ تعالیٰ کے فضل اور اُس کی طرف سے توفیق عطاء کیے گئے اہلِ خیر حضرات کی دُعاؤں اور تعاون سے ہوگی، اِس مبارک کام میں آپ خود بھی خرچ کیجیے اور اپنے عزیز واَقارب کو بھی ترغیب دیجیے۔ ایک اندازے کے مطابق مسجد میں ایک نمازی کی جگہ پر دس ہزار روپے لاگت آئے گی، حسبِ استطاعت زیادہ سے زیادہ نمازیوں کی جگہ بنوا کر صدقۂ جاریہ کا سامان فرمائیں۔

منجانب

سیّد محمود میاں مہتمم جامعہ مدنیہ جدید و اَراکین اور خدام خانقاہِ حامدیہ

خطوط، عطیات اور چیک بھیجنے کے پتے

سیّد محمود میاں ''جامعہ مدنیہ جدید'' محمد آباد 19 کلو میٹر رائیونڈ روڈ لاہور

فون نمبر : 35330310 - 42 - 92+ 35330311 - 42 - 92+

موبائل نمبر 4249301 - 333 - 92+

جامعہ مدنیہ جدید کا اکاؤنٹ نمبر (0-7915-100-020-0954)MCB کریم پارک برانچ لاہور

مسجد حامد کا اکاؤنٹ نمبر (1-1046-100-040-0954)MCB کریم پارک برانچ لاہور

انوار مدینہ کا اکاؤنٹ نمبر (2-7914-100-020-0954)MCB کریم پارک برانچ لاہور

MONTHLY ANWAR - E - MADINA LAHORE. CPL: 67
کاروانِ اقدس
پرائیویٹ لمیٹڈ
GL # 2447
IATA
باکفایت
اور
بہترین
عمرہ
پیکج
کے لئے
کاروانِ اقدس
UMRAH 2017
عمرہ پیکج
1438
ڈاکٹر محمد امجد
0333-4249302
مولانا سید مسعود میاں
0345-4036960
خانقاہ حامدیہ نزد جامعہ مدنیہ جدید
۱۹ کلو میٹر رائیونڈ روڈ لاہور
E-Mail: info@karwaneaqdastravel.com
Web: www.karwaneaqdastravel.com
فیض الاسلام (چیف ایگزیکٹو)
کمرہ نمبر ۱۱، سیکنڈ فلور، شہزادہ مینشن نزد شالیمار ہوٹل
بلیکن سٹریٹ صدر کراچی، پاکستان
Ph: 92-21-35223168,
Cell: 0321-3162221, 0300-9253957